ماہنامہ نعت لاہور
1999
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
صلی اللہ علیہ وسلم

جلد ۱۲ جنوری ۱۹۹۹ شمارہ ۱

کراچی کے شعراءِ نعت

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوھدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹرز: شہناز کوثر
اظہر محمود

مینجر: اختر محمود

قیمت ۱۵ روپے (عام شمارہ)
۶۰ روپے (اشاعتِ خصوصی)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور
پبلشر: راجا رشید محمود
کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر
خطاط: منظر رقم
بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
فون ۷۴۶۳۶۸۴ لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

کراچی کے شعرائے نعت

مرتّب:

شاکر کنڈان

موضع کنڈان کلاں۔ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا

کراچی کے شعرائے نعت کا مفصل تذکرہ تو جب مرتب ہوگا، جب ہوگا — فی الحال جناب شاکر کنڈان نے ۹۹ شعرا کے مختصر حالاتِ زندگی اور نمونۂ نعت کے طور پر چند اشعار جمع کر دیے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس تذکرے میں اضافے کے لیے کوشش فرمائیں تو ماہنامہ "نعت" کی ایک یا ایک سے زیادہ اشاعتیں اس مقصد کے لیے حاضر ہیں۔

فہرست

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

مجھ سے پُوچھو ماجرائے رحمتؐ للعالمیں (ﷺ)
میں ازل سے ہوں گدائے رحمتؐ للعالمیں (ﷺ)

کُفر کی تاریکیاں بھی جگمگا اُٹھیں تمام
اِس طرح پھیلی ضیائے رحمتؐ للعالمیں (ﷺ)

اِس جہاں کا حال کیا ہوتا اگر ختمی مآب (ﷺ)
اور کچھ ہوتے بجائے رحمتؐ للعالمیں

سایۂ اغیار میں کیوں جاؤں صبحِ حشر میں
مجھ کو کافی ہے لوائے رحمتؐ للعالمیں (ﷺ)

بندۂ عاصی ترا سیمابؔ ہے کب سے مریض
رحم کر یا رب! برائے رحمتؐ للعالمیں (ﷺ)

سیمابؔ اکبر آبادی

علّامہ عاشق حسین سیمابؔ اکبر آبادی جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں مولانا محمد حسین صدیقی کے ہاں سرزمینِ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد بُخارا سے ہجرت کر کے آئے تھے اور مستقل رہائش اکبر آباد میں اختیار کی تھی۔

سیمابؔ نے ابتدائی تعلیم جیّد اساتذہ سے حاصل کی۔ اصول، منطق، عربی و فارسی سیکھی۔ شاعری میں داغؔ دہلوی کی شاگردی اختیار کی۔ سیمابؔ نے ۱۹۴۸ء میں پاکستان کی طرف ہجرت کی اور کراچی میں رہائش پذیر ہوئے جہاں ۳۱ جنوری ۱۹۵۱ کو وفات پائی۔ درجِ بالا نعت وصال سے ایک دن پہلے بسترِ مرگ پر کہی۔ انھوں نے نظم و نثر میں قریباً" تین سو کتب اور اڑھائی ہزار کے لگ بھگ شاگرد چھوڑے۔ درجنوں رسائل کے مدیر رہے۔ اہم تصانیف میں "نے ستاں"۔ "الہامِ منظوم"۔ "کلیم عجم"۔ "کارِ امروز"۔ "ساز و آہنگ"۔ "رازِ عروض"۔ "دستورُ الاصلاح"۔ "سدرۃُ المنتہیٰ"۔ "شعرِ انقلاب"۔ "عالم آشوب"۔ "سیرتِ النبی (ﷺ)"۔ "وحیِ منظوم" (قرآنِ پاک کا منظوم ترجمہ) "سازِ حجاز" اور "لوحِ محفوظ" شامل ہیں۔ ("سازِ حجاز" مجموعۂ نعت ہے)

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

آپ (ﷺ) شہِ اُمم آپ خیرُالوریٰ ، آپ (ﷺ) سرتاجِ پیغمبرانِ خُدا
آپ کی دونوں عالم میں جلوہ گری ، یا نبی یا نبی یا نبی یا نبی (ﷺ)
آپ خلّاقِ عالم کے ہیں ترجماں ، آپ (ﷺ) عرشِ الٰہی کے ہیں رازداں
آپ غارِ حرا کی حسیں روشنی ، یا نبی، یا نبی، یا نبی، یا نبی (ﷺ)
خاتم المرسلین جہاں آپ ہیں، باعثِ عظمتِ کُن فکاں آپ (ﷺ) ہیں
فرش سے عرش تک برتری آپ کی، یا نبی، یا نبی، یا نبی، یا نبی (ﷺ)
آپ قرآن لائے حبیبِ خدا (ﷺ) ہے لقب آپ کا خاتمُ الانبیاء
آپ سے اہل حق کو ملی روشنی، یا نبی، یا نبی، یا نبی، یا نبی (ﷺ)

آرزوؔ لکھنوی

آرزوؔ لکھنوی کا نام انور حسین ہے۔ ۱۸۷۲ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میرذاکر حسین بھی شاعر تھے اور یاسؔ تخلّص کرتے تھے۔ آرزو نے کم عمری میں شعر کہنے شروع کیے، اور بارہ سال کے تھے کہ جلالؔ لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ جنوری ۱۹۵۱ میں بھارت سے ہجرت کی اور یہاں پہنچ کر کراچی میں سکونت پذیر ہوئے لیکن اس مملکتِ خداداد میں صرف دو ماہ زندہ رہے اور اسی سال ۶ اپریل کو وفات پائی۔ "فغانِ آرزو"۔ "جہانِ آرزو" اور "سُریلی بانسری" شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

دیکھے ترا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی
روشن ہیں ترے نُور سے سُورج بھی، قمر بھی
دی طائروں نے تیری رسالت کی گواہی
بول اُٹھّے ترے حکم سے پتھّر بھی، شجر بھی
دے ڈالیں گے جاں شربتِ دیدار کے بدلے
مرنے پہ تو (ﷺ) ملتا ہے تو ہم جائیں گے مر بھی
اک مَیں ہی نہیں، سب ہیں ترے چاہنے والے
اللہ بھی، حُوریں بھی، فرشتے بھی، بشر بھی
ڈیوڑھی پہ بھکاری ہیں کھڑے آس لگائے
یا شاہِ دو عالم (ﷺ) نظرِ لُطف ادھر بھی

اکبرؔ میرٹھی

خواجہ صُوفی محمد اکبر خان جو اکبرؔ میرٹھی، اکبر وارثی اور اکبر قادری چشتی بھی کہلاتے تھے، ضلع میرٹھ کے ایک گاؤں بجولی میں پیدا ہوئے۔ انھیں عشقِ رسُول (ﷺ) کے ساتھ ساتھ اولیائے کرامؒ سے بھی ازحد عقیدت تھی۔ ان کے نعتیہ کلام کے کئی مجموعے شائع ہوئے۔ "باغِ کلامِ اکبر"۔ "نہالِ روضۂ اکبر"۔ "ریاضِ اکبر"۔ "گلزارِ اکبر"۔ "گلستانِ اکبر"۔ کئی تصانیف مقبولیت کے درجے پر پہنچیں جن میں "تاریخ اسلام"۔ "جنّت کی کلی"۔ "جنّت کے پھول"۔ "معراجِ معلّیٰ" وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن "میلاد شریف اکبرؔ" کو جو پذیرائی ملی، وہ کم ہی کسی کتاب کے مقدّر میں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی بڑے بوڑھے اس کا حوالہ ضرور دیتے ہیں۔ آزادی کے بعد انھوں نے کراچی میں قیام کیا، جہاں غالباً ۱۹۵۲ء میں انتقال ہوا۔

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

تصوّر آپ کا اے رحمتہ للعالمیں (ﷺ) آیا
تو مایوسانِ رحمت کو بھی بخشش کا یقیں آیا
محمد (ﷺ) کے غلاموں کی کُلاہیں کتنی دلکش تھیں
کہ جن پر ہو کے عاشق طرّۂ فتحِ مبیں آیا
مبارک اے گنہگارو وہ دربارِ قیامت میں
تُمہارا آسرا بن کر شفیع المذنبیں (ﷺ) آیا
سفر سے واپسی پر خوش ہُوا کرتے ہیں سب لیکن
نصیب اُس کے، مدینے جا کے جو واپس نہیں آیا
میں بطحا کی گدائی پر نچھاور اس کو کر دوں گا
اگر ملکِ سُلیماں بھی مرے زیرِ نگیں آیا

رزمی صدّیقی

پروفیسر غیور احمد رزمی صدیقی ولد حافظ حکیم محمد اکبر ۱۸۹۸ میں شکارپور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کی سَند پر تاریخ پیدائش ۳ مارچ ۱۹۰۱ درج ہے۔ حصولِ تعلیم کے بعد کئی ملازمتیں کیں۔ سکول ماسٹری، وکالت اور وزارتِ امورِ کشمیر میں بھی ملازم رہے۔ بالآخر لیکچرر شپ اختیار کرلی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں سکونت پذیر ہوئے اور یہیں ۳۱ دسمبر ۱۹۶۰ کو وفات پائی۔ "کُلّیاتِ رزمی" مجموعۂ کلام ہے جو ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے ترتیب دے کر شائع کروایا۔

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

وجودِ پاک ہے کتنا محبّت آفریں تیرا (ﷺ)
نہیں ثانی کوئی اے رحمتہ للعالمیں تیرا (ﷺ)
ذرا اِس اتحادِ حُسن و الفت کو کوئی دیکھے
تو کعبے کے مکیں کا اور کعبہ کا مکیں تیرا (ﷺ)
تصوّر تیرا جنّت ہے، محبّت تیری بخشش ہے
یہ رُتبہ اور یہ درجہ شفیع المذنبیں تیرا (ﷺ)
رہے گا حکم تیرا کارفرما روزِ آخر تک
لقب اے شافعِ محشر (ﷺ) ہے ختمُ المرسلیں تیرا
توجّہ کی نظر وقتِ شفاعت اِس پہ بھی رکھنا
کہ ادنیٰ اُمّتی ہے ہادیٔ خلوت نشیں تیرا (ﷺ)

ہادی مچھلی شہری

مچھلی شہر، بھارت کے ضلع جونپور کا ایک قصبہ ہے۔ وہاں ۱۸۹۰ میں ایک سیّد زادہ پیدا ہُوا جس کا نام والدین نے محمد ہادی رکھا۔ یہی محمد ہادی آگے چل کر شعروادب کی دنیا میں ہادی مچھلی شہری کے نام سے مشہور ہوا۔ قیامِ پاکستان کے بعد سیّد محمد ہادی ہجرت کر کے اس پاک سرزمین پر آگئے اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔ جہاں ۱۹۶۲ (یا بحوالہ نقوش ۱۹۶۳) میں وفات پائی۔

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

تجھ سے پہلے کوئی شے حق نے نہ اصلا دیکھی
خوب جب دیکھ لیا تم کو تو دنیا دیکھی

تو نے قبل از دو جہاں شانِ تجلّی دیکھی
عرش سجتا ہُوا، بنتی ہُوئی دُنیا دیکھی

تیرے سجدوں سے جھکی سارے رسُولوں کی جبیں
سب نے اللہ کو مانا تری دیکھا دیکھی

میزباں خالقِ کونین بنا خود تیرا!
تیری توقیر سرِ عرشِ معلّٰی دیکھی

اے قمرؔ شق ہُوا مہتاب پیمبر (ﷺ) کے لیے
ہم نے دو ہوتے ہوئے چاند کی دنیا دیکھی

قمرؔ جلالوی

سیّد محمد حُسین المتخلّص بہ قمرؔ ۱۸۸۷ میں قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب مشہور ایرانی شخصیت "سید نجیب علی ہمدانی" سے جاملتا ہے جن کے نام پر آج بھی "نجیب علی کانگلا" گاؤں آباد ہے۔ قمرؔ کے والد سیّد غلام سجّاد حسین خود بھی شعر کہتے تھے۔ استاد قمرؔ نے والد ہی سے عربی، فارسی اور اردو تعلیم کے علاوہ رمُوزِ شعری سیکھے۔ ۱۹۴۷ میں پاکستان آگئے۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۸ کو کراچی میں انتقال فرمایا۔ "رشکِ قمر" اور "اوجِ قمر" غزلوں کے مجموعے جبکہ "عقیدتِ جاوداں" حمد، نعت، منقبت اور قصائد کا مجموعہ ہے۔

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

زبانِ برگِ گُل دُھل جائے اوّل آبِ کوثر سے
ہو پھر عہدہ برآ وصفِ لبِ لعلِ پیمبر (ﷺ) سے

ہے دُنیائے چمن سرسبز تیرے رُوئے انور سے
شہا (ﷺ) عارض کو کیوں تشبیہ دوں تیرے گُلِ تر سے

مَرا ہوں لوٹ کر کانٹوں پہ مَیں ہجرِ پیمبر (ﷺ) سے
فرشتو! قبر کو ڈھکنا مری پُھولوں کی چادر سے

شہنشاہِ دو عالم (ﷺ)! کاسۂ دل لے کے نکلا ہوں
مَیں تشنہ لب ہوں، بھر دو جام میرا آبِ کوثر سے

ملائک خاک سے میری تیمّم کرتے ہیں اے شمسؔ
مجھے رُتبہ ملا ہے یہ فقط نعتِ پیمبر (ﷺ) سے

شمسؔ نظامی

مولانا حامدؔ حسن قادری اردو ادب میں ایک معتبر نام ہے۔ ان کے زیرِ تربیت پروان چڑھنے والی شخصیت اپنے بڑے بھائی حامد حسن قادری کا پرتو تھی۔ شمس الحق نام تھا۔ بچھراؤں ضلع مراد آباد میں حضرت مسعود شکر گنج بابا فریدؒ کی اٹھارویں پُشت میں ۲۳ ستمبر ۱۹۰۴ کو پیدا ہوئے۔ مولوی فاضل کی باقاعدہ سَند لی اور درس و تدریس سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۴۶ میں آگرہ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ ۱۲ مئی ۱۹۷۲ کو کراچی میں وصال فرمایا۔ "طلوعِ شمس" نعتیہ مجموعہ ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

حیات کچھ بھی نہیں مدحتِ نبی (ﷺ) کے بغیر
کہاں ہے چین مجھے ایسی شاعری کے بغیر

بھلا خُدا کی محبّت میں لذّتیں ہیں کہاں
مرے نبی (ﷺ) کی محبّت کی چاشنی کے بغیر

ترے بغیر خدا ہم سے ہے کہاں راضی
نہیں خُدا کی مشیّت تری خوشی کے بغیر

لگا لو ظاہر و باطن کی آنکھ میں سُرمہ
بصیرتیں نہیں خاکِ درِ نبی (ﷺ) کے بغیر

درد کاکوروی

میر نذر علی نام اور درد تخلّص ہے۔ ۱۳۱۰ھ میں حکیم سیّد حبیب علی علوی کے ہاں پیدا ہوئے جو محسن کاکوروی کے پھوپھی زاد بھائی تھے' اور ان دنوں اٹاوہ میں رہائش پذیر تھے۔ میر نذر علی کی پرورش اپنے آبائی علاقے کاکور میں ہوئی جہاں ان کا خاندان شعر و ادب میں ایک خاص نام رکھتا تھا۔ انھوں نے ۳۰ سال حیدر آباد دکن میں بسلسلۂ ملازمت گزارے۔ پھر لاہور میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہے اور بالآخر کراچی کو مسکن بنالیا۔ جہاں ۲۶ جون ۱۹۷۲ کو وفات پائی۔ "جامِ کوثر" اور "درد و درماں" نعتیہ شعری مجموعے ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

مرا ارماں مدینہ ہے' مری حسرت مدینہ ہے
مَیں اپنے حال کے صدقے' مری جنّت مدینہ ہے

وہاں پر جو بھی جاتا ہے' اُسے کچھ غم نہیں رہتا
حقیقت تو ہے یہ' سرچشمۂ رحمت مدینہ ہے

وہیں آرام فرما ہیں شہنشاہِ شہنشاہاں (ﷺ)
فرشتے کانپ جاتے ہیں' وہ پُرعظمت مدینہ ہے

کہو تو بات بتلا دوں' کہو تو رمز سمجھا دوں
کہو تو راز کہہ دوں' کعبۂ الفت مدینہ ہے

چلو بہزاد ہم فردوسِ دو عالم میں ہو آئیں
حقیقت میں جو جنّت ہے' وہی جنّت مدینہ ہے

بہزاد لکھنوی

بہزاد لکھنوی کا اصل نام سردار احمد خان تھا۔ ۱۹۰۴ (بروایت دیگر ۱۹۰۰) میں لکھنؤ کے ایک آفریدی قبیلے میں پیدا ہوئے۔ تیسری جماعت کے طالب علم تھے کہ شعر موزوں کرنے لگے۔ ریلوے میں ملازمت کی لیکن فوراً ہی ترک کردی اور پھر سات سال تک عالمِ جذب میں رہے۔ ۱۹۳۲ میں ریڈیو سے منسلک ہوئے اور قیامِ پاکستان کے بعد یہاں آکر بھی یہ تعلق قائم رہا۔ پہلے غزل کہتے تھے اور فلمی دنیا سے بھی وابستہ رہے لیکن آخر میں صرف نعت کہنے لگے اور یہی اُن کی پہچان بنی۔ "نغمۂ نُور"۔ "کیف و سُرور"۔ "چراغِ طور"۔ "کُفر و ایماں"۔ "نعتِ حضور (ﷺ)"۔ "معراجِ طہور"۔ "ثنائے حبیب (ﷺ)" اور "کرم بالائے کرم" نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۷۴ میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شاہکارِ دستِ قدرت چرخ پر سمجھا گیا
اہلِ عالم کو مگر نام اس کا احمد (ﷺ) بھا گیا

گرمیٔ قلبِ زمانہ یخ صفت ہونے کو تھی
بجھ گئی تھی آگ سینہ کی، اسے سلگا گیا

کھینچتی تھی دامنِ دل اس کی لے اپنی طرف
مست ہو کر رہ گئے سب، گیت ایسا گا گیا

رُخ زمانے کا پلٹ دینا بہت دشوار ہے
یوں زمانے کو بدل دیتے ہیں، وہ (ﷺ) سکھلا گیا

بدر عالم بدرؔ

سید بدر عالم بدرؔ صوبہ بہار کے ایک متوسط سادات زمیندار گھرانے میں ۱۹۱۳ میں پیدا ہوئے۔ یہ خاندان اس وقت ضلع گیا کے موضع راجھاپور میں رہتا تھا۔ قیامِ پاکستان کے موقع پر یہ گھرانا ہجرت کر کے کراچی میں آباد ہوا۔ یہیں ۱۹۷۷ میں سید بدر عالم نے وفات پائی۔

ان کا مجموعۂ کلام وفات کے کافی عرصہ بعد، ۱۹۸۶ میں اسلام آباد سے "ضیائے بدر" کے نام سے شائع ہوا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دو جہاں میں ہے ضیائے شمعِ دینِ مُصطفیٰ (ﷺ)
ہیں زمین و آسماں زیرِ نگینِ مصطفیٰ (ﷺ)

ہے رُخِ شمس و قمر پَرتوَ گزینِ مصطفیٰ (ﷺ)
اللہ اللہ جلوۂ نُورِ مبینِ مصطفیٰ (ﷺ)

ظلم کے بدلے میں ملتی ہے ہدایت کی دعا
درس ہے اخلاق کا تعلیمِ دینِ مصطفیٰ (ﷺ)

قلبِ مومن جو خدا کا گھر، خدا کا عرش ہے
غور سے دیکھا تو نکلا سرزمینِ مصطفیٰ (ﷺ)

بابا ذہین شاہ تاجیؒ

محمد طاسین فاروقی نام ہے لیکن ادبی و روحانی حوالے سے ذہین شاہ تاجی مشہور ہوئے۔ تاجی، حضرت مولانا عبدالکریم شاہ قادری المعروف حضرت بابا یُوسُف شاہ تاجی (جو تاج الاولیا بابا تاج الدین ناگوریؒ کے خلیفہ تھے) کے جانشین ہونے کی نسبت سے کہلوائے۔

۱۹۰۲ میں ضلع شیخاواٹی ریاست جے پور (انڈیا) کے ایک ایسے خانوادے میں پیدا ہوئے جو تقویٰ و پرہیزگاری، علم و فضل اور دین و دانش کا سرچشمہ رہا ہے۔ ان کے والد کا نام پیر زادہ خواجہ دیدار بخش فاروقی تھا۔ بابا ذہین شاہ تاجی عربی، فارسی، انگریزی اور سنسکرت کے عالم تھے۔ فارسی، اردو کے مجموعہ ہائے کلام کے علاوہ تراجم کی ایک کتاب اور ایک نعتیہ مجموعہ یادگار چھوڑے۔ ۱۹۷۸ میں فوت ہوئے اور خانقاہ تاجیہ میں دفن ہوئے۔

صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم

کُوئے نبی (ﷺ) میں اِس طرح جانا نہ چاہیے
اک اک قدم پہ سجدۂ شکرانہ چاہیے

اک لمحہ اُن (ﷺ) کی یاد سے غفلت ہے معصیت
آٹھوں پہر تصوّرِ جانانہ چاہیے

مخمور جس شراب سے تھے بوذرؓ و بلالؓ
مجھ کو اُسی شراب کا پیمانہ چاہیے

پی تو لیا ہے بادۂ حُبِّ نبی (ﷺ) کا جام
اب اس کے بعد ہوش میں آنا نہ چاہیے

ماؔہر القادری

منظور حسین ماؔہر القادری کیسر کلاں ضلع بلند شہر میں ۱۹۰۴ میں پیدا ہوئے۔ اردو اور فارسی کی تعلیم اپنے والد محمد معشوق علی ظریؔف سے حاصل کی۔ ۱۹۲۴ میں مسلم یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۳ دسمبر کو ان کے گاؤں پر ۴۰ ہزار مسلح ہندوؤں نے حملہ کیا تو ہجرت کر آئے اور کراچی میں مستقل رہائش اختیار کی۔ نظم اور نثر میں دو درجن کے لگ بھگ کتب تصنیف کیں۔ یوں تو ان کے تمام شعری مجموعوں میں نعتیہ کلام موجود ہے لیکن "ذکرِ جمیل" مکمل نعتیہ مجموعہ ہے۔ جدّہ کے ایک مشاعرے کے دوران دل کا دورہ پڑا اور ۱۲ مئی ۱۹۷۸ کو خالقِ حقیقی سے جاملے۔ انھیں مکّہ مکرمہ کے قبرستان جنّت المعلیٰ میں دفن کیا گیا۔

صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم

سب خوبیاں اور اپنی جگہ لاجواب ہیں
لطف و کرم یہ ہے کہ کرم بے حساب ہیں

جس رُخ سے دیکھیے، سَنَد انتخاب ہیں
ہر بات کہہ رہی ہے رسالت مآب (ﷺ) ہیں

ظاہر ہوئے تہیّۂ قدرت کی شان سے
قائم ہیں امتیاز مشیّت کی شان سے

خُلقِ عظیم خوبیٔ خلقت کا آئنہ
حُسنِ عمل خلوصِ ہدایت کا آئنہ

اسلام کا فروغ، کرامت کا آئنہ
قرآں، دل و زباں کی صداقت کا آئنہ

ختمِ رُسُل (ﷺ) کا مرتبۂ مستقل ملا
قرآن جس پہ ہوتا ہے نازِل، وہ دل ملا

رِضاؔ لکھنوی

رِضاؔ لکھنوی کا اصل نام آلِ رضا ہے۔ ۱۸۹۶ میں نیوتنی ضلع اناؤ کے ایک سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم و تربیت لکھنؤ میں ہوئی جس وجہ سے لکھنوی کہلوانا پسند کیا۔ دبستانِ لکھنؤ کی ایک جانی پہچانی شخصیت تھے اور انداز بھی اپنے استاد آرزؔو لکھنوی جیسا شُستہ اور رواں اپنایا۔ کراچی آنے کے بعد طبعِ رسا کے جوہر دکھلانے کا زیادہ موقع ملا اور ڈاکٹر یاور عباس، جوشؔ، حسن عسکری عظیم آبادی اور نسیؔم امروہوی کی صحبت نے انھیں مرثیے اور نعت کی طرف راغب کیا۔ "مراثیِ آلِ رِضا" آپ کے مرثیوں کا مجموعہ ہے۔ رضاؔ لکھنوی نے ۱۹۷۸ میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نوعِ انساں کو دیا کس فلسفی نے یہ پیام
مردِ غازی کا کفن ہے، خلعتِ عمرِ دوام
نصب کس نے کر دیے مقتل میں حُوروں کے خیام
جانتے ہو اُس دبیرِ ذہنِ انسانی کا نام
جو انوکھی فکر تھا، جو اک نیا پیغام تھا
اس حکیمِ نکتہ پرور کا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام تھا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اے سوارِ توسنِ وقتِ رواں
اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اے طبیبِ فطرت و نبّاضِ جاں
اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اے نقیبِ نفس و نقّادِ جہاں
موت کو تو نے وہ بخشی آب و تابِ جاوداں
زندگانی کے پجاری موت پر مرنے لگے
لوگ پیغامِ اجل کی آرزو کرنے لگے

خلق کو تو نے تمنّائے شہادت بخش دی
اس تمنّائے شہادت نے شجاعت بخش دی
پھر شجاعت نے بھبکنے کی حرارت بخش دی
اس حرارت نے گداؤں کو حکومت بخش دی
اِس قدر عجلت سے تُو رُوئے زمیں پر چھا گیا
مُدّعی چکرا گئے، تاریخ کو غش آ گیا

آتشِ سوزاں کو تُو نے آبِ زم زم کر دیا

وحشیوں کو حاملِ تہذیبِ محکم کر دیا
خاک کو نسریں بنایا، جام کو جم کر دیا
سُرخ شعلوں کو نچوڑا، موجۂ یم کر دیا
کشتیاں چلوائیں طوفاں سے ترے فرمان نے
موت بوئی زندگی کاٹی ترے قرآن نے

موت کی ظلمت میں تُو نے جگمگا دی زندگی
جوہرِ شمشیرِ عُریاں میں دکھا دی زندگی
شمع کے مانند قبروں میں جلا دی زندگی
سرزمینِ مرگ میں تو نے اگا دی زندگی
حبس ٹُوٹا، باغِ جنّت کی ہَوا آنے لگی
مقبروں میں دل دھڑکنے کی صدا آنے لگی

جوشؔ ملیح آبادی

شاعرِ انقلاب جوشؔ ملیح آبادی ۵ دسمبر ۱۸۹۸ کو ملیح آباد (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ نام شبّیر احمد خان رکھا گیا لیکن بعد میں اسے تبدیل کر کے شبّیر حسن خان کر دیا گیا۔ ان کے والد بشیر احمد خان بھی شاعر تھے اور بشیرؔ تخلّص کرتے تھے۔ جوشؔ نے اچھے اچھے اداروں اور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ شاعری میں مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی سے اصلاح لی۔ ساری زندگی ادب سے منسلک رہے۔ بہت سے رسائل و جرائد کی ادارت کی۔ بیس کے لگ بھگ کتابیں تصنیف کیں جو نظم و نثر میں ہیں۔ قیامِ پاکستان کے چند سال بعد ہجرت کی اور کراچی میں مقیم ہوئے۔ لیکن آخری سانس اسلام آباد میں لکھے تھے۔ ۲۲ فروری ۱۹۸۲ کو وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

انوار فروشِ دو عالم ہے اک شمعِ جمیلِ بزمِ اَحَد
یا صُبحِ ازل کے چہرے سے اُٹھی ہے نقابِ شامِ ابد
اللہ رے اثر اس دنیا میں اک اُمّی لقب (ﷺ) کی آمد کا
ہیں سر بگریباں اہلِ زباں حیران و پریشاں علم و خرد
محدود نظر تیری جانب دیکھے بھی تو کیونکر دیکھ سکے
اتمام ہوئی ہے آ کے تری ہستی میں جمالِ ذات کی حد
اب حد سے فزوں ہے، آپ کا غم، مایوسیٔ پیہم طُرفہ ستم
سرکارِ دو عالم (ﷺ) چشمِ کرم مختارِ دو عالمؐ میری مدد!

نیّر مدنی

نیّر مدنی ۱۹۱۳ کو الٰہ آباد (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ پورا نام سیّد محمد مدنی اور نیّر تخلّص ہے۔ فارسی، عربی، قرآن حکیم اور فقہ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ بعد میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ والد کے وصال کے بعد مسجد تھانہ بھون میں والد کی جگہ امامت کرنے لگے۔ تقسیم ہند کے بعد کراچی میں سکونت اختیار کی اور آخر عمر تک یہیں مقیم رہے۔ ۱۲ اگست ۱۹۸۳ کو وفات پائی۔

نیّر مدنی نے پندرہ برس کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور اصغر گونڈوی کو اپنا معنوی استاد تسلیم کیا۔ "گلبانگِ اسرافیل" غزلوں کا جبکہ "بعد از خدا" نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

طبیعت تھی میری بہت مُضمحل — کسی کام میں بھی نہ لگتا تھا دل
بہت مضطرب تھا بہت بے حواس — کہ مجھ کو زمانہ نہ آیا تھا راس
مجھے ہو گیا تھا اک آزار سا — میں تھا اپنے اندر سے بیمار سا
یونہی کٹ رہی تھی مری زندگی — کہ اک دن نویدِ شفا مل گئی
مجھے زندگی کا سلام آ گیا — زباں پر محمد (ﷺ) کا نام آ گیا
محمد (ﷺ) قرارِ دلِ بے کساں — کہ نامِ محمدؐ ہے آرامِ جاں
ریاضِ خدا کا گلِ سر سَبَد — محمد (ﷺ) ازل ہے محمدؐ ابد
محمد (ﷺ) کہ حامد بھی محمود بھی — محمد (ﷺ) کہ شاہد بھی مشہود بھی
محمد (ﷺ) سراج و محمدؐ منیر — محمد (ﷺ) بشیر و محمدؐ نذیر
محمد (ﷺ) کلیم و محمدؐ کلام
محمد (ﷺ) پہ لاکھوں درود و سلام

سلیم احمد

سلیم احمد نومبر ۱۹۲۷ کو کھیولی ضلع بارہ بنکی (یو پی) میں پیدا ہوئے۔ فیضِ عام انٹر کالج اور میرٹھ کالج سے تعلیم حاصل کی۔ ابھی میٹرک کے طالب علم تھے کہ شعر موزوں کرنے لگے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو شاعری، ڈرامہ، تنقید، تحقیق اور صحافت میں بانٹ دیا۔ بہت کچھ لکھا۔ کئی کتب منظرِ عام پر آئیں جن میں "ادبی اقدار"۔ "نئی نظم"۔ "غالب کون؟"۔ "ادھوری جدیدیت"۔ "اقبال ایک شاعر"۔ "اسلامی نظام"۔ "اردو کی مختصر تاریخ"۔ "مسائل اور تجزیے"۔ "بیاض" اور "اِکائی" شامل ہیں۔ یکم ستمبر ۱۹۸۳ کو کراچی میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

حبیبِ خدا ہیں، حسیں ہیں محمد (ﷺ)
نبی مصطفیٰ ہیں، امیں ہیں محمد (ﷺ)

بشیرؐ، نذیرؐ، سراجؐ مُنیر
سراپا وہ نورِ مبیں ہیں محمد (ﷺ)

وہی بے کسوں کے ہیں ملجا و ماویٰ
وہی شافع المذنبیں ہیں محمد (ﷺ)

سرِ طُور مُوسیٰؑ فلک پر ہیں عیسیٰؑ
سرِ عرش مسند نشیں ہیں محمد (ﷺ)

حسینانِ عالم میں اُن (ﷺ) کی ضیا ہے
خدا کی قسم وہ حسیں ہیں محمد (ﷺ)

محمد شفیع اوکاڑوی

مولانا محمد شفیع ۱۹۳۰ میں کھیم کرن (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ حافظ کرم الٰہی سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اوکاڑہ میں رہائش اختیار کی اور مولانا غلام علی اوکاڑوی سے دینی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ بعد میں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی سے دینی علوم سیکھے اور جامع مسجد ساہیوال میں خطابت کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد کراچی چلے گئے اور وہاں خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ ۱۹۸۴ میں کراچی ہی میں وفات پائی۔ مولانا نے کئی دینی و مذہبی کتب تصنیف کیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نبی کوئی نہیں تم سا حبیبِ خالقِ اکبر (ﷺ)
امامُ الانبیاء ہو تم، نبوّت ختم ہے تم پر

نہ دیکھا چشمِ عالم نے کوئی اور ایسا پیغمبر
سلام اللہ کا آتا ہو عرشِ پاک سے جس پر

تمہاری ذاتِ اقدس مظہرِ اَلْفَقْرُ فَخْرِی ہے
شہنشاہِ جہاں ہو کر بندھے ہیں پیٹ پر پتّھر

فقیروں کی تو کیا گنتی جو سجدہ ریز رہتے ہیں
سلاطینِ جہاں بھی سر جھکاتے ہیں اسی در پر

سرِ محشر گنہگاروں کی اپنے لاج رکھ لینا
تمہارا ہی سہارا ہے ہمیں اے شافعِ محشر (ﷺ)

ستّار وارثی

ستّار وارثی ۱۹۲۸ میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ ستّار وارثی نے اپنے والد سیّد غفار شاہ وارثی سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔ خود بھی ایک صاحبِ کشف بزرگ تھے اور آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) سے محبّت و عقیدت گھٹی میں پڑی تھی۔ ان کی شاعری بھی اسی محور کے گرد گھومتی ہے۔ نعتیہ مجموعہ "معطّر معطّر" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ سیّد ستّار وارثی نے مارچ ۱۹۸۵ میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

زباں جبریلؑ کی دے دے تو پورا ہو سُخَن میرا
کہ بحرِ نعت یا رب کُھل رہا ہے اب دہن میرا
یہ کس مہکے ہوئے رنگین گُل کا تذکرہ نکلا
کہ عطر و مشک و عنبر سے بھرا غُنچِ دہن میرا
فلک بولا، ازل سے یہ شفیعِ حشر (ﷺ) میرا ہے
زمیں کہنے لگی، یہ ہے شہنشاہِ زمن (ﷺ) میرا
مشیّت نے صدا دی، رحمتً للعالمیں (ﷺ) ہے یہ
کہا حق نے، یہی تو ہے حبیبِ خوش سُخَن (ﷺ) میرا
یہی محبوبِ فطرت ہے، یہی مقصودِ قسمت ہے
صبؔا ہے آج محفل میں جو موضوعِ سُخَن میرا

صبؔا متھراوی

۱۹۶۵ کی پاک بھارت جنگ میں جن شعرانے جذبۂ جہاد کو اُبھارنے کے لیے اشعار لکھے، ان میں ایک نام جناب صبؔا متھراوی کا بھی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے سیّدِنا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے منظوم حالاتِ زندگی بھی تحریر کیے اور تاریخ گوئی میں بھی اپنا ایک مقام بنایا۔ لیکن سب سے بڑھ کر انھیں جو اعزاز حاصل ہے، وہ نعتیہ رباعیات اور بارگاہِ رسالت مآب (ﷺ) میں نعتیہ اشعار کا مجموعہ "دربارِ رسالت" ہے۔

صبؔا متھراوی کا اصل نام رفیع احمد ہے۔ ۳۰ نومبر ۱۹۱۶ کو مولوی رضی الدین خطیب شاہی عید گاہ متھرا کے گھر پیدا ہوئے۔ مولوی فاضل، ادیب فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت کر کے کراچی آ گئے۔ ۴ اکتوبر ۱۹۸۸ کو یہیں رحلت فرمائی۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اُٹھ کے غارِ حرا سے بحکمِ خدا — کوہِ فاراں کی چوٹی پہ صَلِّ عَلیٰ
جیسے شمسُ الضحیٰ جیسے بدرُ الدُّجیٰ — آئے نور الہدیٰ آئے کہف الوریٰ
سیّدُ الانبیاء خاتمُ المرسلیں — آخر الوحی و اعجاز و شرعِ متیں
سابق الحلوثیں، حلوث الاوّلیں — مبدءُ الحلق و عین النعیم المبیں
افصحُ النّامقیں، اخطبُ الخامیس — اصدقُ الصلوقیں، ارشد الرّاشدیں
ناہی الشّر و تعذیب و ظلم و ستم — ماحی الکفر بالسّیف و قول و حکم
صاحبِ قابَ قوسین و شقُّ القمر — اک بشیر و مُبشّر مکمل بشر
مردِ حُر شاہِ لولاک مولائے کُل — وہ منیرٌ وہاجٌ سراجُ السُّبل
ہادی و نادی و قائد و مقتدیٰ — رہبر و رہنما مصطفیٰ، مجتبیٰ (ﷺ)
میرے آقا محمد (ﷺ) رسولِ خُدا — جن پہ صبح و مسا تا بہ روزِ جزا
بولو یا ربِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہ : بولو یا ربِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہ

رحمؔان کیانی

رحمٰن کیانی مرحوم کا تعارُف ماہنامہ "نعت" کے شمارہ نومبر ۱۹۹۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔ اتنا عرض کر دوں کہ کہ مرحوم کے تمام شعری مجموعے عشقِ رسول (ﷺ)، جذبۂ حُبُّ الوطنی اور اُمّتِ مُسلمہ کے لیے بیداری کا پیغام ہیں۔ اور میری ناقص رائے میں اگر علّامہ اقبؔال مرحوم کے بعد کسی نے ملّی و مذہبی شاعری کی ہے تو وہ رحمان کیانی ہیں۔

درج بالا اشعار آپ کی طویل نعت "پیغمبرِ انقلاب" سے لیے گئے ہیں۔

صلّی اللّٰہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

کس درجہ اک خوشی مجھے راہِ سفر میں ہے
کعبہ ہے میرے دل میں، مدینہ نظر میں ہے

کیا جانے کب حضور (ﷺ) کا دیدار ہو نصیب
برسوں سے اک حسین تخیّل نظر میں ہے

کس درجہ مطمئن ہے دماغِ رسا مرا
خوشبو یہ کیسی آج نسیمِ سحر میں ہے

یہ کر لیا ہے آج بھی تسلیم وقت نے
انسانیت جہاں میں تمھی سے بشر میں ہے

اہلِ ہُنر سے آپ بھی ممتازؔ یہ کہیں
دل کو سکون مدحتِ خیرُ البشر (ﷺ) میں ہے

ممتازؔ بجنوری

بجنور ہندوستان کا ایک مَردُم خیز خطّہ ہے جہاں سے ادبی دنیا کے کئی معتبر نام ابھرے۔ مولوی ڈپٹی نذیر احمد اور ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری کی اسی سرزمین سے ممتازؔ بجنوری نے جنم لیا۔ تقسیمِ ہند کے بعد ممتازؔ بجنوری پاکستان آگئے اور کراچی کو مسکن بنایا حتی کہ بیس ۵ جنوری ۱۹۹۱ کو دل کا دورہ پڑنے سے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ نعت نگاری ان کی محبوب صنف تھی۔ "نگارِ حرم" نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔

صلّی اللّٰہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

سب رونقِ حیات ہے ذاتِ حضور (ﷺ) سے
روشن یہ کائنات ہے ذاتِ حضور (ﷺ) سے

ارض و سما، شمال و جنوب اور مشرقین
تزئینِ شش جہات ہے ذاتِ حضور (ﷺ) سے

جلوے خدا کے دیکھے ہیں ذاتِ حضور (ﷺ) میں
ظاہر خدا کی ذات ہے ذاتِ حضور (ﷺ) سے

اک اک نظر میں نورِ الٰہی ہے پرفشاں
سیلِ تجلّیات ہے ذاتِ حضور (ﷺ) سے

اپنا تو اور کوئی وسیلہ نہیں مگر
لُطفِ توقُّعات ہے ذاتِ حضور (ﷺ) سے

صبؔا اکبر آبادی

خواجہ محمد امیر صبؔا اکبر آبادی اور خواجہ محمد امیر صبؔا ڈھریالوی' خدا جانے دو شخصیّتیں ہیں یا ایک ہی شخصیّت اکبر آبادی اور ڈھریالوی کے لاحقے میں چھپی ہوئی ہے۔ بہرحال ـــــ 'زیرِ تبصرہ صبؔا اکبر آبادی ۱۴ اگست ۱۹۰۸ کو اکبر آباد (آگرہ) میں ڈاکٹر خواجہ علی محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا اور کئی کتابیں یادگار چھوڑ گئے جن میں "ذکر و فکر"۔ "زمزمۂ پاکستان"۔ "ہم کلام"۔ "اوراقِ گُل"۔ "سر بکف"۔ "شہادت"۔ "دستِ زرفشاں"۔ "چراغِ بہار"۔ "سخُنِ ناشنیدہ" اور حمدیہ و نعتیہ مجموعۂ کلام "حرزِ جاں" شامل ہیں۔ ۱۹۹۱ میں کراچی میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

ترے حبیب (ﷺ) کے قرباں اے ربِّ لوح و قلم
لکھوں میں نعتِ نبی (ﷺ) اتنا حوصلہ بھی نہیں

تصرّفات میں پرکار وقت و سمت بھی ہے
تعیّنات کے مرکز سے وہ جُدا بھی نہیں

شعاعِ نور تموّج ادائے جذب و کشش
کائنات بجُز عکسِ نقشِ پا بھی نہیں

بنامِ صاحبِ معراج (ﷺ) بڑھ خلاؤں میں
ہزار فاصلے ہوں کوئی فاصلہ بھی نہیں

ہے برقیوں میں تصرّف شکستِ جوہر سے
اے نورِ اوّلیں (ﷺ) جوہر ابھی کھلا بھی نہیں

نعیم تقوی

پروفیسر ڈاکٹر نعیم حیدر تقوی نے یکم اکتوبر ۱۹۳۸ کو سید ضیا حسین تقوی ضیا اعتمادی کے مذہبی، علمی اور ادبی گھرانے میں جنم لیا۔ ان کے والد ضیا اعتمادی بہت اچھے شاعر تھے۔ نعیم تقوی نے اپنے خاندان کی دو سو سالہ ادبی روایت کی امانت کی حفاظت کرتے ہوئے عربی، فارسی، سندھی، اردو اور انگریزی پر دسترس حاصل کی اور تنقید، تجزیہ، شخصیات، تحقیق اور شاعری پر ۴۵ کتابیں تصنیف کیں۔ نعتیہ شاعری کا مجموعہ "بصیرت" ہے۔ جبکہ "شبستانِ عقیدت" اور "بادۂ عرفان" میں حمد، نعت، منقبت، سلام اور مرثیہ شامل ہیں۔ انھوں نے ۵ مارچ ۱۹۹۲ کو انتقال فرمایا۔ اس وقت وفاقی گورنمنٹ اردو کالج کے صدرِ شعبۂ اردو تھے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

وجۂ تسکیں نہ زمیں ہے، نہ زماں ہے ہم کو
نغمۂ نعتِ نبی (ﷺ) راحتِ جاں ہے ہم کو

جلوہ گر آپ (ﷺ) ہوئے رحمتِ عالم بن کر
ایک کُنبے کی طرح سارا جہاں ہے ہم کو

جس کی رحمت ہے یہاں، اُس کی شفاعت ہے وہاں
فکر اپنی ہے یہاں اور نہ وہاں ہے ہم کو

ہم تو اِس حُسنِ تصوّر کے ہزاروں صدقے
رنگِ طیبہ میں ستاروں کا سماں ہے ہم کو

شعر کیا، کیسا ادب، شاعری کیسی افسرؔ
تذکرہ آپ (ﷺ) کا معراجِ بیاں ہے ہم کو

افسرؔ ماہ پوری

افسرؔ ماہ پوری سابق مشرقی پاکستان کے بُزرگ اور باشعور ادیبوں میں سے تھے۔ مشرقی وضعداری کے پاسدار تھے۔ شاعری اور نثر نگاری میں اردو، انگریزی اور بنگلہ ہر سہ زبانوں میں بہت کام کیا۔ افسانہ، تنقید، تاثراتی و سیاسی مضامین نگاری، بنگالی شاعری اور ثقافت پر مضامین اور تراجم اور انگریزی مضامین غرضیکہ ہر سمت توجّہ دی۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کے المیہ کے بعد ہجرت کی اور کراچی میں رہائش رکھی۔ ۱۹۷۵ء میں باقاعدہ نعت گوئی شروع کردی اور پھر تادمِ حیات یعنی فروری ۱۹۹۵ تک حمد اور نعت ہی کہتے رہے۔ "طُور سے حرا تک" ان کی اس عقیدت و محبّت کی شاعری پر مشتمل ہے جو انھیں نبیِ آخر الزّماں (ﷺ) کی ذاتِ گرامی سے تھی۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

ہر لمحہ دعائیں ہیں، ہر لمحہ مناجاتیں
اُس شاہ (ﷺ) سے ہوتی ہیں دن رات یُونہی باتیں

صحرائے عرب میں جب خورشیدِ حرا چمکا
وحدت کی ضیا پھیلی، ظلمت کی گئیں راتیں

بلوا لو مدینہ میں تم (ﷺ) اپنے غلاموں کو
مدت سے تمنّا ہے، ہو جائیں ملاقاتیں

انعام کی بارش ہے، اکرام کی بخشش ہے
دیوانۂ اُلفت کی اس درجہ مداراتیں

جب نامِ نبی (ﷺ) کے کر محشر میں جلیلؔ آیا
زاہد کو بھی شرم آئی، تھیں ایسی مداراتیں

جلیلؔ قدوائی

جلیلؔ قدوائی کا نام جلیل احمد ہے۔ ۱۹۰۴ میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے کچھ ہی عرصہ بعد کراچی آ گئے۔ عملی زندگی کا آغاز علی گڑھ سے ہوا، جہاں شعبۂ اردو کے استاد رہے۔ تنقید، افسانہ نگاری، تحقیق، ڈرامہ، شخصی خاکہ نگاری، یاد نگاری، مکتوب نویسی غرضیکہ ادب کی متعدّد اصناف میں تخلیقی ہنر کا اظہار کیا۔ دو درجن کے قریب کتابوں کے مصنّف و مؤلّف ہیں۔ یکم فروری ۱۹۹۶ کو اس دارِ فانی سے کُوچ کر گئے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

تو صاحب الجمال ہے تو سیّد البشر (ﷺ)
تیری ضیائے رُخ ہے شبِ تار کی سحر

لاؤں کہاں سے لفظ جو تیری ثنا کروں
مُحسن کہوں بشر کا، حبیبِ خدا کہوں!

حامد ہے تیرا وصف، محمد (ﷺ) ہے تیرا نام
رُتبہ ترا بلند ہے، اعلیٰ ترا مقام!

فرمانِ رب ہے، رحمتِ کامل کہوں تجھے
یعنی کہ کائنات کا حاصل کہوں تجھے

تو فخرِ کائنات ہے، رحمت ترا وجود
عرشِ بریں سے تجھ پہ ملائک پڑھیں درود

عظمت کا ہو بیان تو صدرُ العلیٰ کہوں
بدرُ الدُّجیٰ کہوں تجھے شمسُ الضحیٰ کہوں

کٹ جائے ساری عمر ترے ذکرِ پاک میں
مل جائے میری خاک مدینے کی خاک میں

وحیدہ نسیمؔ

وحیدہ خاتون نام اور نسیمؔ تخلّص ہے۔ ۱۹۲۵ (بروایت دیگر ۱۹۲۸) میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئیں۔ ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ سلسلۂ تعلیم حیدر آباد سے شروع کیا۔ سقوطِ حیدر آباد کے کچھ عرصہ بعد اپنے خاندان کے ساتھ ۱۹۵۲ میں پاکستان آ گئیں۔ کراچی میں زندگی بسر کی اور ۱۹۹۶ میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کیوں نہ سطحِ ذہن پر تصویرِ پیغمبر (ﷺ) بنے
یا نبی (ﷺ) جب آپ میری فکر کا محور بنے

یا محمد (ﷺ) آپ کی توصیف ہو سکتی نہیں
عقلِ انساں فکر و فن میں لاکھ دیدہ ور بنے

در محمد (ﷺ) کا نہیں، یہ ہے عبادت گاہِ دل
میری حسرت کا مقدّر ان کا سنگِ در بنے

کروٹیں لیتی ہے دل میں اب یہی اک آرزو
میری تربت رُوبرُوئے روضۂ اطہر بنے

جب خُدا شیدا ہُوا خود آپ پر یا مصطفیٰ (ﷺ)
پھر دلِ راہیؔ نہ دیوانہ بھلا کیونکر بنے

امتیاز راہیؔ

امتیاز احمد نام اور راہیؔ تخلّص ہے۔ ۱۹۴۵ میں ضلع شاہجہانپور (بھارت) کے ایک قصبے میں پیدا ہُوئے۔ بچپن ہی میں والدین کے ساتھ پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ اکثر اخبارات و رسائل میں ان کا کلام شائع ہوتا رہا۔ بہت کچھ لکھا لیکن مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے کتاب کی اشاعت کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اپریل ۱۹۹۶ میں کراچی میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد قمرؔ وارثی نے ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ "مدحت کے چراغ" کے عنوان سے شائع کروایا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سمجھیں تو یہ اک لفظ بھی کم نعت سے کیا ہے
خود نامِ محمد (ﷺ) ہی محمدؐ کی ثنا ہے

جب دور سے گنبد وہ نظر آیا تو سمجھے
مہتاب کے کہتے ہیں اور روشنی کیا ہے

کیوں صاف کروں رُخ سے مَیں گردِ رہِ طیبہ
گردِ رہِ طیبہ تو مرے رُخ کی جِلا ہے

وہ جالیاں دیکھیں تو ان آنکھوں میں اچانک
وہ سَیلِ ندامت ہے کہ روکے نہ رُکا ہے

یہ مُژدہ دوبارہ بھی سنائے کوئی لمحہ
"طیبہ کو چلو پھر تمھیں بلایا گیا ہے"

محشرؔ بدایونی

فاروق احمد نام اور محشرؔ تخلّص ہے۔ ۱۹۲۶ میں بدایوں میں حکیم حسین احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ بدایوں سے میٹرک کیا اور ڈائریکٹریٹ جنرل سپلائی اینڈ ڈویلپمنٹ میں ملازمت اختیار کرلی۔ ۱۹۴۷ میں پاکستان آگئے اور کراچی بورڈ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ "غزل دریا"۔ "شہرِ نوا" اور "گردشِ کوزہ" ان کی غزلوں کے اور "حرفِ ثنا" نعتیہ مجموعۂ کلام ہیں۔ ("حرفِ ثنا" میں ایک حمد، ۵۵ نعتیں اور گیارہ مناقب ہیں)

کچھ عرصہ پہلے آپ اس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کا سفر اختیار کرچکے ہیں۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

فراغِ فرشِ زندگی، چراغِ چرخِ چنبری، نظر نظر کی روشنی، نفس نفس کی نغمگی
مرا ترانۂ سحر، مرا وظیفۂ شبی، نبی، نبی، نبی نبی (ﷺ)

بہار آئی دفعتاً، بجی زمیں کی انجمن، کوَن چلی سنن سنن، بجی وہ دف جھنن جھنن
چمن چمن، دمن دمن، صبا پکارتی چلی، نبی، نبی، نبی نبی (ﷺ)

طلوع بھی، ظہور بھی، جمال بھی، نگاہ بھی، وہ راہبر بھی، راہ بھی، ثبوت بھی، گواہ بھی
وہ جاں بھی جاں پناہ بھی بنامِ بندہ پروری، نبی، نبی، نبی، نبی (ﷺ)

وہ عبدہ، رسولہ، وہ مُو بہ مُو پیمبری، نبی، نبی، نبی، نبی (ﷺ)

قریبِ خاکداں بھی وہ، حبیبِ آسماں بھی وہ، محیطِ نور کی قسم، یہاں بھی وہ وہاں بھی وہ
کبھی ہے عرش کی صدا، کبھی ہے فرش ملتجی، نبی، نبی، نبی، نبی (ﷺ)

حضورؐ آپ سے ملے مجھے سراغ اصل کے، حضورؐ صدقے آپ پر چراغ میری نسل کے
حضور میری جاں فدا، نثار اُمّی و ابی نبی، نبی، نبی، نبی (ﷺ)

مرا ترانۂ سحر، مرا وظیفۂ شبی نبی، نبی، نبی، نبی (ﷺ)

صہبا اختر

صہبا اختر کو کئی بار ریڈیو اور ٹی وی پر سننے اور دیکھنے کے علاوہ ان کی تحریریں پڑھنے کا بھی موقع ملا۔ یہ ایک ایسے پاکستانی شاعر تھے جنھوں نے اہم واقعات، حادثات اور یادگار شخصیات حتیٰ کہ عنوانات پر بھی بکثرت نظمیں لکھیں۔ "سمندر" ان کے مجموعۂ کلام کا نام ہے اور "اقرأ" نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔ (اقرأ میں چھ حمدیں اور ۴۳ نعتیں ہیں)۔ ان کا نام اختر علی رحمت اور جائے پیدائش بریلی تھی۔ ہجرت کے بعد کراچی میں سکونت اختیار کی اور یہیں ۱۹۹۶ میں وفات پائی۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

جمالِ ماہ و انجمُ عارضِ احمد (ﷺ) کی تابانی
طلُوعِ صبحِ خنداں مُصطفیٰ (ﷺ) کی خندہ پیشانی

محمد (ﷺ) کی غلامی کر کہ تو بھی سیکھ جائے گا
جہاں بینی، جہاں گیری، جہاں داری، جہاں بانی

مرے آقا (ﷺ) نے اُس حد تک بھرا ہے میرے داماں کو
جہاں تک ساتھ دے سکتی تھی میری تنگ دامانی

زبانِ شوق پر نامِ محمد (ﷺ) آ گیا آخر
بس اے بے تابئ دل بس یہیں تک تھی پریشانی

رسولِ پاک (ﷺ) کو عام آدمی سمجھے تو کیا سمجھے
قرائن سارے انسانی، شمائل سارے سُبحانی

دلاور فگار

دلاور حسین فگار ۱۹۲۸ میں بدایوں (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آگرہ یونیورسٹی سے ایم اے (اردو، انگریزی اور معاشیات) کیے۔ ۱۹۶۹ میں پاکستانی شہرت اختیار کی۔ طنزیہ و مزاحیہ شاعری میں بڑا نام کمایا۔ قریباً ڈیڑھ درجن کتابیں ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہو چکی ہیں۔ ابتداءً عبداللہ ہارون کالج سے بحیثیت اُستاد وابستہ ہوئے۔ بعد میں کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے منسلک ہو گئے۔ جب شاعری شروع کی تو شباب تخلّص کرتے تھے، بعد میں فگار کرنے لگے۔ ۲۱ جنوری ۱۹۹۸ کو کراچی میں وفات پائی۔

صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم

یہ حُسنِ نوازش، یہ اوجِ سعادت — یہ دل اور مجالِ سلامِ عقیدت
یہ سر اور دہلیزِ سرکارِ عالم ﷺ — یہ جان اور جمالِ حریمِ محبّت
یہی آستاں، آستانِ تمنّا، — یہی رہگزر ہے خیابانِ جنّت
اِدھر چشمِ پُر آب آئینہ ساماں — اُدھر ناز فرما ہے طُغیانِ رحمت
تری یاد دل کو متاعِ گرامی — ترا نام لب پہ کمالِ عبادت
دلوں کو ہے کافی شہِ دین و دنیا — تری اک نگاہِ کرم کی معیّت
شہِ دین و دنیا ﷺ نگاہِ ترحُّم! — نگاہِ ترحُّم، سپہرِ محبّت!
یہ نازِ نوازش، یہ شانِ عنایت
عطا ہو پھر اذنِ سلامِ عقیدت

اداؔ جعفری

عزیز جہاں بیگم جو کبھی اداؔ بدایونی تھیں، بعد میں اداؔ جعفری کے نام سے مشہور ہوئیں۔ ادا ۱۹۲۴ میں بدایوں (بھارت) میں پیدا ہوئیں۔ انھوں نے عملی زندگی میں ملازمت بھی کی، ادارت کے فرائض بھی انجام دیئے لیکن لکھنا پڑھنا اپنی جگہ جاری رہا، اس میں وقفہ نہیں آنے دیا۔ اداؔ جعفری کی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جیسے "میں ساز ڈھونڈتی رہی"۔ "شہرِ درد"۔ "غزالاں تم تو واقف ہو"۔ "سازِ سخن بہانہ ہے"۔ "غزل نما" وغیرہ۔

صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم

ذکرِ اوصافِ نبی (ﷺ) علم و حکم کی بات ہے
نعت گوئی حُرمتِ لوح و قلم کی بات ہے
آخرِ شب دے رہے ہیں لو دعاؤں کے حرُوف
لب پہ رحمت کی، شفاعت کی، کرم کی بات ہے
گاہے رونا گاہے ہنسنا گاہے چُپ رہنا رمزؔ
عشقِ احمد (ﷺ) میں جنُوں کے کیف و کم کی بات ہے
شہرِ طیبہ سے اگر جائے کوئی سُوئے عدم
پھر تو جنّت کی مسافت دو قدم کی بات ہے
رمزؔ میری نعت میں تائیدِ یزداں کے طفیل
صاحبِ لولاک (ﷺ) کے جُود و کرم کی بات ہے

محمد عُثمان رمزؔ

شاعر، ادیب، معلّم اور سیاست دان محمد عثمان المتخلّص بہ رمزؔ ۲۶ جولائی ۱۹۲۹ کو الٰہ آباد (بھارت) میں محمد سُلطان انصاری کے ہاں پیدا ہوئے۔ کالج میں زیرِ تعلیم تھے کہ پاکستان بن گیا اور یہ اپنے عزیز و اقارب کے ہمراہ بھارت سے مشرقی پاکستان ہجرت کر گئے۔ وہیں فلسفے میں ایم اے کیا۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد دوسری ہجرت کی اور کراچی میں مستقل رہائش پذیر ہوئے جہاں شعبۂ تدریس سے منسلک ہوئے۔ "زخمِ تنہائی" شعری مجموعہ ہے۔ عثمان رمزؔ ۸ مئی ۱۹۹۸ کو مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

اُن ﷺ کے در پر گئے گردِ راہِ سفر جسم پر رکھ کے ہم
اور پھر یہ ہُوا، پہروں روتے رہے در پہ سر رکھ کے ہم

راستوں کی ہَوا رہنما بن گئی، سارباں بن گئی
جب چراغ ان کی چاہت کا لے کر چلے ہاتھ پر رکھ کے ہم

جس کی تقدیر میں فرق کوئی نہیں، شام کوئی نہیں
نور کے شہر سے لائے ہیں، چشم میں وہ سحر رکھ کے ہم

اپنے رب سے دعا مانگتے وقت اب شرم آتی نہیں
اُن (ﷺ) کی دہلیز سے آئے اپنی دعا میں اثر رکھ کے ہم

اپنی ہر رات رکھتے ہیں روشن بہت اور معطّر بہت
اک چراغِ وفا اُن ﷺ کی یادوں بھرے طاق پر رکھ کے ہم

اختر لکھنوی

اختر لکھنوی کا اصل نام محمودالحسن تھا۔ والد کا نام محمد حسین تھا۔ محمودالحسن ۱۹۳۵ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم والد سے حاصل کی۔ دنیوی علوم کا سفر شروع کیے چند ہی سال گزرے تھے کہ دنیا کے نقشے پر مسلمانوں کی ایک علیٰحدہ ریاست پاکستان کے نام سے اُبھری۔ اختر ۱۹۵۰ میں ہجرت کر کے مشرق پاکستان چلے گئے جہاں تعلیم کے حصول کے بعد پہلے صحافت اور ۱۹۶۲ میں ریڈیو سے منسلک ہو گئے۔ وہاں سے دوبارہ ہجرت کرنی پڑی تو اب کراچی کو مسکن بنایا۔ غزلوں کا مجموعہ "دیدۂ تر" اگر سقوطِ مشرقی پاکستان کی منظوم تاریخ کے زُمرے میں شامل کیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ "حضور (ﷺ)" اور "سرکار (ﷺ)" دو نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

پئے تکمیلِ دینِ حق رسولوں کا امام (ﷺ) آیا
بالفاظِ دگر اللہ کا جامع پیام آیا

ہُوا گُم کردہ منزل ظلمتِ عصیاں میں جب انساں
تو اُس کی رہبری کے واسطے خیرُ الانام (ﷺ) آیا

مصائب ہوں، حوادث ہوں کہ معمولاتِ دنیا ہوں
بجُز ان کے کبھی کوئی نہ ہرگز اپنے کام آیا

میں سمجھوں گا ضمانت مغفرت کی ہو گئی میری
بوقتِ نزع گر میری زباں پر اُن (ﷺ) کا نام آیا

زہے آمد، زہے بعثت رسولِ پاک (ﷺ) کی واصفؔ
حیاتِ دین و دنیا کا مکمّل اک نظام آیا

واصف علی واصفؔ

اردو ادب میں واصف علی واصفؔ کے نام سے تین معروف شخصیات میرے علم میں ہیں۔ لاہور میں وفات پانے والے جناب واصف علی واصفؔ جن کی شاعری اور نثر ایک اپنا رنگ لیئے ہوئے ہے، نوجوان اہلِ قلم میر واصف علی واصفؔ اور زیرِ تبصرہ واصف علی واصفؔ، جو کبھی واصفؔ اکبر آبادی، کبھی کیپٹن واصفؔ علی اور کبھی سیّد واصفؔ علی کے نام سے قریباً" نصف صدی سے لکھ رہے ہیں اور اب صرف نعت کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہ واصف اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ عملی زندگی کی ابتدا اسلامیہ کالج بریلی سے بحیثیت استاد کی۔ پکّے مُسلم لیگی تھے۔ پاکستان بننے کے بعد GSPCTS کوئٹہ سے وابستہ ہوئے۔ PMA اور ملٹری کالج جہلم میں انسٹرکٹر رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں مستقبل ٹھکانا بنالیا۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

شوقِ طیبہ میں جو گھر سے چلیے ۔۔۔ پاؤں تھک جائیں تو سر سے چلیے

رشک کہتا ہے کہ سُوئے طیبہ ۔۔۔ بچ کے ہر ایک نظر سے چلیے

ایک ہی اشکِ ندامت ہے بہت ۔۔۔ بس اسی زادِ سفر سے چلیے

لمحہ ہے یہاں عمرِ ابد ۔۔۔ بچ کے خورشید و قمر سے چلیے

شام سے ڈالیے دن کا ڈیرا ۔۔۔ شب گزاری کو سحر سے چلیے

اپنی منزل ہے مدینہ یارو ۔۔۔ اب کسی راہگزر سے چلیے

حجِ کعبہ کے لیے اے تابشؔ

نعت پڑھتے ہوئے گھر سے چلیے

تابشؔ دہلوی

سیّد مسعودُ الحسن نام اور تابشؔ تخلُّص ہے۔ ۹ نومبر ۱۹۱۱ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ ان کا گھرانا ادبیات میں اہم مقام رکھتا تھا۔ ایسے ماحول میں پرورش نے تابشؔ کو خوب نکھارا۔ گریجوایشن کے بعد انڈیا ریڈیو سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۴۷ میں پاکستان آ گئے اور کراچی ریڈیو سے ناتا جوڑ لیا۔ "نیم روز" اور "چراغِ صحرا" غزلوں کے مجموعے "غبارِ انجم" نظموں کا مجموعہ اور "تقدیس" نعت و منقبت اور مرثیوں کا مجموعہ ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نبی (ﷺ) کا ہر عمل قرآن کا منشور ہوتا ہے

نظامِ مصطفیٰ (ﷺ) کا اور کیا دستور ہوتا ہے

جو منکر ہے، وہی اُن کی نظر سے دور ہوتا ہے

دلِ مسلم نبی (ﷺ) کی یاد سے معمُور ہوتا ہے

کبھی غالب نہ ہو گی تیرگی دل کے اجالوں پر

جو اُن ﷺ کی دھن میں چلتا ہے، چراغِ طُور ہوتا ہے

کبھی مسند نشیں ہوتا ہے جا کے عرشِ اعظم پر

وہ کملی پوش بعض اوقات اک مزدُور ہوتا ہے

بغیر اُن ﷺ کے کہیں اِک مصرع بھی کہہ سکتا نہیں کوثرؔ

تصوّر میں وہ ہوتے ہیں تو دل مجبُور ہوتا ہے

صابر کوثرؔ

محمد صابر انصاری نام اور کوثرؔ تخلُّص ہے۔ ۱۹۱۲ میں بھارت کے ضلع ناگپور کے علاقے کامٹی میں عبدالکریم انصاری کے گھر پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی لیکن بعد میں مولانا عبدالرحمان راہیؔ سے عربی اور فارسی پڑھی۔ شعر و سخن کی طرف مائل ہوئے تو شاکر حکیمی سے اصلاح لینے لگے۔ ان کے اکثر عزیز و اقارب پاکستان ہجرت کر آئے تھے، لہٰذا یہ بھی ۱۹۵۵ میں پاکستان چلے آئے۔ "حرا کا چاند" نعتیہ مجموعہ ہے۔

صلّی اللّٰہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

پھر جشنِ بہاراں آیا ہے سُبحانَ اللہ سُبحانَ اللہ
پھر اپنا مُقدّر چمکا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

اب گلشن گلشن بکھریں گے نغمات فضاؤں پر ہر سُو
کیا کیف فضا پر چھایا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

قندیل کی زینت بن کے رہا جو عرشِ معلّٰی پر برسوں
وہ نور زمیں پر آیا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

جو رحمت و برکت والا ہے، جو عظمت و رفعت والا ہے
ہم نے وہ مہینا پایا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر بارہ ربیعُ الاوّل کو نورانی فضاؤں سے اکثر
اک نور اُترتا پایا ہے سُبحانَ اللہ سُبحانَ اللہ

شریفؔ امروہوی

سیّد شریف حسین رِضوی نام ہے اور شریف ہی تخلّص کرتے ہیں۔ ۱۹۱۳ میں امروہہ میں پیدا ہُوئے۔ بزرگوں کی روحانی اور تصوّف آمیز فکر سے فیض پایا۔ محبّت و عقیدتِ سرکارِ دو عالم (ﷺ) میں ہمیشہ غرق رہے۔ جس کا اظہار کلام سے ملتا ہے۔ "قندیلِ عرش" نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔ ("قندیلِ عرش" میں ۴ حمدیں، ۱۰۱ نعتیں، ۳۱ مناقب، ۳۰ غزلیں اور ۳ قومی نغمے ہیں)

صلّی اللّٰہُ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

جب زباں پر محمد (ﷺ) کا نام آ گیا
آسماں سے درود و سلام آ گیا

کاش پھر حاضری کی اجازت ملے
پھر کروں عرض، مولا (ﷺ) غلام آ گیا

جب مدینے میں پہنچوں، فضا گونج اٹھے
لو وہ شیدائے خیرُ الانام (ﷺ) آ گیا

یہ بھی اعجاز ہے آپ (ﷺ) کے لطف کا
بے زبانوں کو طرزِ کلام آ گیا

آپ (ﷺ) آئے تو قرآن کی شکل میں
زیست کا اک مکمل نظام آ گیا

جمیلؔ نقوی

جمیلؔ احمد نقوی ۱۹۱۳ میں امروہہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت علی گڑھ میں ہوئی۔ ایم اے کیا۔ پھر کلکتہ اور لندن سے لائبریری سائنس میں ڈپلومے لیے۔ کئی لائبریریوں میں فرائض انجام دیئے جن میں شعبۂ علوم مشرقی لٹن لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، کُتب خانہ جامعہ دہلی، امپیریل لائبریری حکومتِ ہند کلکتہ، کمرشل لائبریری حکومتِ پاکستان کراچی، کتب خانہ سابق ریاست خیرپور سندھ وغیرہ شامل ہیں۔ کچھ عرصہ مشیر معاشیات وائسرائے ہند دہلی بھی رہے اور آخر میں ادارہ فروغِ برآمدات حکومت پاکستان کراچی کے مددگار ڈائریکٹر کی حیثیت سے ۱۹۷۱ میں ریٹائر ہوئے۔ "کفِ خاکستر" شعری مجموعہ ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

کیا خبر کیا سزا مجھ کو ملتی، میرے آقا (ﷺ) نے عزت بچا لی
فردِ عصیاں مری مجھ سے لے کر کالی کملی میں اپنا چھپا لی

وہ عطا پر عطا کرنے والے اور ہم بھی نہیں ٹلنے والے
جیسے ڈیوڑھی ہے ویسے بھکاری، جیسا داتا ہے ویسے سوالی

میں گدا ہوں مگر کس کے در کا، وہ جو سلطانِ کون و مکاں (ﷺ) ہیں
یہ غلامی بڑی مستند ہے، میرے سر پر ہے تاجِ بلالیؓ

میری عمرِ رواں بس ٹھہر جا اب سفر کی ضرورت نہیں ہے
اُن ﷺ کے قدموں میں میری جبیں ہے اور ہاتھوں میں روضے کی جالی

میں مدینے سے کیا آ گیا ہوں، زندگی جیسے بجھ سی گئی ہے
گھر کے اندر فضا سُونی سُونی، گھر کے باہر سماں خالی خالی

اقبال عظیم

سیّد اقبال عظیم نے ۸ جولائی ۱۹۱۳ کو میرٹھ میں جنم لیا۔ ان کے والد سیّد مقبول عظیم عرش اپنے عہد میں بحیثیتِ شاعر پہچانے جاتے تھے۔

سید اقبال عظیم نے ۱۹۳۴ میں بی اے اور پھر ۱۹۴۳ میں آگرہ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ ۱۹۵۰ تک یو پی کے مختلف کالجوں میں بطور اردو لیکچرار کام کیا اور پھر سابق مشرقی پاکستان چلے گئے جہاں ڈھاکہ اور چاٹگام کے کالجوں میں پڑھاتے رہے۔ کچھ برسوں کے بعد کراچی منتقل ہو گئے۔ ایک مدت سے بصارت سے محروم ہیں لیکن جوان حوصلوں کے ساتھ بصیرت سے بھرپور کام لیتے ہیں۔ کئی کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔ "مضراب"۔ "مشرقی بنگال میں اردو"۔ "سات ستارے"۔ "لب کُشا"۔ "رہنمائے تلفظ" اور نعتیہ مجموعۂ کلام "قابَ قوسین" ("قابَ قوسین" میں ایک حمد، ایک مناجات اور ۵۵ نعتیں ہیں۔ دہلی سے اقبال عظیم کی کلّیات "ماحصل" کے نام سے چھپی ہے۔ اس کے حصۂ نعت میں ایک حمد، ایک مناجات اور ۶۹ نعتیں ہیں)

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

انداز سے، خوشبو سے، لطافت سے، ادا سے
احساس ہُوا آپ (ﷺ) کی آمد کا صبا سے

خاک آپ (ﷺ) کے کوچے کی ہے ملبُوس ہمارا
سرکار (ﷺ) ہمیں کیا ہے سروکار قبا سے

ہے منزلِ مقصود پسِ نقشِ کفِ پا
سجدوں کو ملا دیجیے نقشِ کفِ پا سے

اک ماہ، دو ہالے ہیں کہ اِک صُبح، دو شامیں
یا زُلف ہے رخشاں رُخِ زیبا کی ضیا سے

بے تاب نظیری

بے تاب نظیری کا اصل نام عبدالوہّاب خان ہے۔ اپنے استاد مولانا نظیر الحسن نظیر کھتولوی سے نسبت کی وجہ سے نظیری کہلوانا پسند کیا۔ ۱۷ اپریل ۱۹۱۴ کو مظفر نگر (یوپی) میں پیدا ہُوئے۔ میٹرک تک تعلیم پائی۔ علمِ عروض، علمِ نجوم، علمِ اعداد کے ماہر اور روحانی معالج ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ تک بھارت میں رہے بلکہ ۱۹۴۸ سے ۱۹۵۱ تک انجمنِ ترقّیِ اُردو مظفر نگر کے ناظم اعلیٰ رہے۔ بعد میں پاکستان آگئے اور کراچی کو اپنا مسکن بنایا۔ "نغمۂ بے تاب" نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

میرا مقصود مری جانِ تمنّا دیکھیں
آئیں اربابِ نظر، گنبدِ خضرا دیکھیں

کعبہ تو دیکھ چکے، حاصلِ کعبہ دیکھیں
آؤ اے دیدہ ورو! جنّتِ طیبہ دیکھیں

کب میسّر ہو درِ پاک پہ سجدہ، دیکھیں
میرے دل کا، مری نظروں کا تقاضا دیکھیں

گویا اللہ کی منہ بولتی تصویر ہے تُو
لوگ قرآن پڑھیں یا ترا چہرہ دیکھیں

آنکھیں محروم ہیں پروازِ نظر سے ورنہ
چاند سُورج میں ترا نقشِ کفِ پا دیکھیں

غنیؔ دہلوی

نام عبدالغنی ہے۔ ۱۹۱۶ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے دہلوی کہلواتے ہیں۔ کبھی کبھار غنیؔ کراچوی بھی لکھتے ہیں جس کا حوالہ انیس احمد نوریؔ کے مرتّب کردہ "مجموعۂ نعت" میں ہے۔ تعلیم ادیب فاضل ہے۔ ۱۹۳۵ میں شاعری کا آغاز ہوا۔ بابو رفیقؔ ریواڑوی سے اصلاح لیتے رہے۔ اب تک دس شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں غزلیں، نظمیں، بچوں کی نظمیں اور رباعیات کے علاوہ دو نعتیہ مجموعے "نسیمِ حجاز" اور "شہرِ تمنا" بھی شامل ہیں۔ غنیؔ نے طب کی تعلیم بھی حاصل کی اور اسے ہی بطورِ پیشہ اپنایا۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

زمیں مدینے میں ہے، آسماں مدینے میں
مرے لیے تو ہیں دونوں جہاں مدینے میں

نظر سے محو ہی ہوتا نہیں کسی ساعت
تجلّیوں کا جو دیکھا سماں مدینے میں

اسی کی آس میں اب دن گزر رہے ہیں مرے
ملی ہے مجھ کو جو تسکینِ جاں مدینے میں

کسی جگہ بھی نہیں ہے سکُون زیرِ فلک
ہے بس قرارِ شکستہ دلاں مدینے میں

دیارِ لُطف کے سائے تو پھر بھی سائے ہیں
نہیں ہے دھوپ بھی کم مہرباں مدینے میں

اقبالؔ صفی پوری

اقبالؔ احمد خلیلی ۱۹۱۶ میں صفی پور ضلع اناؤ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام شاہ جمال خلیلی تھا۔ اقبالؔ کا شعری سفر شروع ہوا تو والد نے ان کی رہنمائی کی۔ انھیں یہ ذوق اپنے والد عزیزؔ صفی پوری سے ملا تھا جو فارسی کے ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے پر اقبالؔ یوپی سے یہاں آ گئے اور کراچی کی شعری محفلوں کو رونق بخشی۔ ناظم آباد میں "صفی ہاؤس" تو علم و ادب کے گہوارے کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے۔ ان کی غزلوں کا مجموعہ "شاخِ گُل" اور نعتیہ شاعری کا مجموعہ "رحمت لقب" شائع ہو چکے ہیں۔

صلّی اللّٰہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

مُجھے تو صرف اِتنا ہی یقیں ہے   مِرا تو بس یہی ایمان و دیں ہے
اگر تُم مقصدِ عالم نہیں ہو   تو پھر کُچھ مقصدِ عالم نہیں ہے
جو دل انوار سے انؐ کے ہے روشن   وہی کعبہ، وہی عرشِ بریں ہے
وہ شہرِ بے حصار اُن کا مدینہ   کہ جس کی خاک ارمانِ جبیں ہے
نہ کہیے اُنؐ کا سایہ ہی نہیں تھا   کہ ثانی تو کوئی بے شک نہیں ہے
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے   وہ انساں نازشِ رُوئے زمیں ہے
جُھکی جاتی ہے خُودِ سجدے میں گردن   نہ جانے کُفر ہے یا کارِ دیں ہے

کہ دل میں ماسوائے اسمِ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے

شان الحق حقّی

شان الحق نام ہے، حقّی کو بطورِ تخلّص استعمال کرتے ہیں۔ ۱۹۱۷ میں پیدا ہوئے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ شعرو نثر سے بھی منسلک رہے۔ کئی کُتُب تحریر کیں جن میں سے چند ایک شائع بھی ہو چکی ہیں مثلاً "تارِ پیراہن"۔ "نکتۂ راز"۔ "نشیدِ حُرّیت"۔ "خیابانِ پاک"۔ کتابوں کے علاوہ کافی تعداد میں تنقیدی مقالات بھی شائع ہو چکے ہیں۔

صلّی اللّٰہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

چمکا دیئے ظہور و تجلّی نے بام و در
ہر راہ بند ہو گئی اربابِ حرص پر
راہِ فرار تھی نہ کوئی گوشۂ مفر
اک سیلِ نُور آ کے رُکا آمنہؓ کے گھر
پھولوں سے گود بھر گئی، دل شاد ہو گیا
کاشانۂ خلیلؑ پھر آباد ہو گیا
اولاد سے خلیلؑ کی، اک مردِ حق اُٹھا
جس نے کہا کہ ایک خُدا ہے جہان کا
یہ تھا محمدِ عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فخرِ انبیاء
عالَم کو جس کی فکر نے بیدار کر دیا
حق دوستی کا دَرس دیا ایسی شان سے
دنیا کو پاک کر دیا وہم و گمان سے

یاوَر عبّاس

ڈاکٹر سیّد یاوَر عبّاس ۱۹۱۷ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ کم عمری ہی میں شعر کہنا شروع کر دیا اور ۱۹۳۳ میں آغا شاعر قزلباش کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی میں سکونت اختیار کی۔ دبستانِ کراچی میں فنِ مرثیہ گوئی کے فروغ کے لیے بہت کام کیا۔ ان کا ایک نعتیہ قطعہ برِّ صغیر میں کافی مشہور ہوا۔

قسمت میں مِری، چین سے جینا لکھ دے
ڈوبے نہ کبھی میرا سفینہ لکھ دے
جنّت بھی گوارا ہے مگر میرے لیے
اے کاتبِ تقدیر! مدینہ لکھ دے

صلّی اللہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

دونوں عالم جان و دل سے ہیں فدائے مصطفیٰ (ﷺ)
کتنی سادہ، کتنی دلکش ہے ادائے مصطفیٰ (ﷺ)

آپ کا ہوں، آپ کا ہوں، آپ کا ہوں یا نبی (ﷺ)
ہو نہیں سکتا کسی کا آشنائے مصطفیٰ (ﷺ)

اِس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی عطائے کردگار
لب پہ ہے نعتِ نبی، دل میں ولائے مصطفیٰ (ﷺ)

بے نیازِ قصر و ایواں، دشمنِ جاہ و حشم
فکرِ شاہاں، رشکِ سلطاں ہے گدائے مصطفیٰ (ﷺ)

شاہدؔ اُس کی زندگی ہے باعثِ صد رشک و ناز
رات دن کرتا ہے جو دل سے ثنائے مصطفیٰ (ﷺ)

حمید الدین شاہدؔ

حمید الدین نام اور شاہدؔ تخلّص ہے۔ ۴ اکتوبر ۱۹۱۷ کو حیدر آباد (دکن) میں پیدا ہوئے۔ ادبی زندگی کا آغاز حیدر آباد ہی میں ہو چکا تھا۔ لیکن سقوط کے بعد جب کراچی آئے تو اس میں مزید نکھار آگیا۔ شاہد نے ماہنامہ "سب رس" کا اجرا کیا جو آج تک شائع ہو رہا ہے۔ انھوں نے نظم کے علاوہ نثر میں بھی بہت کچھ لکھا۔ جس میں سائنس، تذکرے، نصابی کتب، تحقیق، تنقید اور تصوّف وغیرہ پر کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔

صلّی اللہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

نعت محمدِ عربی (ﷺ) جب شروع ہو
لب پر درود بھی ہو، خشوع و خضوع ہو

بے روح ہے بغیر حضوری کے زندگی
مثلِ حضور (ﷺ) محوِ سجود و رکوع ہو

محشر میں بھی نہ ہو گا اجالا، یقین ہے
جب تک نہ آفتابِ شفاعت طلوع ہو

دو گز زمیں مجھے کسی ایسی جگہ ملے
نزدِ مدینہ جس کا محلّ وقوع ہو

مانگوں مَیں صرف حُبِّ رسولِ انام (ﷺ) ہی
میری دعا قبول جو ربِّ سموع ہو

راغبؔ مراد آبادی

اصغر حسین راغبؔ مراد آبادی ۲۷ مارچ ۱۹۱۸ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد مُراد آباد کے رہنے والے تھے اس لیے انھوں نے مراد آبادی کا لاحقہ پسند فرمایا۔ بی اے، ادیب فاضل، منشی فاضل اور طبّیہ کالج کے فارغ شدہ حکیم ہیں۔ شعر و ادب میں مولانا ظفر علی خان، جوش ملیح آبادی اور صفی لکھنوی سے استفادہ کیا۔ آغازِ ملازمت جنرل ہیڈ کوارٹر دہلی سے ہوا۔ پاکستان بننے کے بعد وزارتِ صنعت میں ملازمت اختیار کی۔ پھر منسٹری آف لیبر سے وابستہ رہے۔ ۱۹۸۰ میں ریٹائر ہوئے۔ غزلوں کے دو مجموعے، دینی اور عقیدت کی شاعری کے چھ مجموعے، ایک نثری کتاب اور نعتیہ شاعری کے آٹھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ نعتیہ مجموعہ "مدحِ رسول (ﷺ)" صنفِ غیر منقوطہ میں اُن کی فنی مہارت اور قادر الکلامی کا عمدہ و اعلیٰ نمونہ ہے۔ ("مدحِ رسول (ﷺ)" میں ایک حمد اور چالیس نعتیں ہیں۔ "مدحتِ خیر البشر (ﷺ)" میں غالب کی زمینوں میں ۶۳ نعتیں ہیں۔ "بحضورِ خاتم الانبیا (ﷺ)" میں ۳۱۳ اشعار کا ایک، اور ۲۲ بند اور ۱۴ بند کے دو سلام ہیں۔ آخر میں ۸۶ رباعیات ہیں جن میں سے ۶۰ غیر منقوطہ ہیں)

صلّی اللہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

مُدّعا عرض کروں حرفِ دُعا سے پہلے
مشورہ کرنا ہے یا ذہنِ رسا سے پہلے
مانگ لوں حوصلہ شاہِ دوسرا (ﷺ) سے پہلے
"نعت میں کیسے کہوں ان کی رِضا سے پہلے
میرے ماتھے پہ پسینہ ہے ثنا سے پہلے"

جب تلک آپ (ﷺ) رہے عالمِ بالا پہ مکیں
خاک بر سر ہی رہی تیرہ و تاریک زمیں
ظلمتِ شب کے گزرنے کا گماں تھا، نہ یقیں
"نور کا نام نہ تھا عالمِ امکاں میں کہیں
جلوۂ صاحبِ لولاکَ لما (ﷺ) سے پہلے"

تیری توفیق و عنایات سے جذبات مِرے
شوق کی راہ چلے، شکر کی منزل میں رہے
تیرے الطاف و کرم تیری رِضا کے صدقے
"اور تو کچھ نہیں مانگا مِرے مولا تجھ سے
اک جھلک روضۂ اقدس کی، قضا سے پہلے!"

حنیف اسعدی

اسعدؔ شاہجہانپوری اپنے دور کے صاحبِ دیوان شاعر اور استاذِ سُخن تھے۔ ان کے تلامذہ میں سے اکثر شعرا اپنے نام کے ساتھ اسعدی لکھتے ہیں۔ بلکہ شاگردوں کے شاگرد بھی اسعدی لکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ حنیف احمد حنیف اسعدی انھی اسعد شاہجہانپوری کے فرزند ارجمند ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۱۹ کو شاہجہانپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی اور پھر علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ نیوی میں ایک مدت تک خدمات انجام دیتے رہے۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی ہیں۔ دورِ حاضر کے نعت گو شعرا میں آپ کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ "ذکر خیر الانام (ﷺ)" اور "آپ (ﷺ)" نعتیہ شعری مجموعے ہیں۔

صلّی اللہُ علیہِ و آلہٖ وسلّم

تصوّر میں نظر آیا مجھے روضہ شہِ دیں (ﷺ) کا
قرار آیا کہ ارمانِ دلِ اُلفت اثر نکلا

سفینہ ساحلِ بحرِ عرب تک تو پہنچ جاتا
مگر تجھ سے نہ کوئی کام اپنا چشمِ تر نکلا

فضائے ہر دو عالم جگمگا اٹھی تجلّی سے
بایں عالم، بایں صُورت مدینہ کا قمر نکلا

نوازا آپ (ﷺ) نے ہم کو بہر صُورت بہر عُنواں
نہ آہیں بے اثر نکلیں، نہ نالہ بے اثر نکلا

محبّت شاہِ دیں (ﷺ) کی حشر میں کام آئے گی احسؔن
یہی نکلے گا بخشش کا کوئی پہلو اگر نکلا

احسؔان فاروقی

پیر احسان الحق فاروقی، احسؔن فاروقی کے ادبی حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ ریاست جے پور میں پیدا ہوئے۔ پہلے والد اور پھر دادا نے پرورش کی۔ لیکن ان دونوں کا سایۂ عاطفت اٹھ جانے کے بعد تایا مولوی فخر الدین نے ان کی تعلیم و تربیت اپنے ذمّے لی۔ ایم اے کرنے کے بعد محکمۂ زراعت میں ملازم ہو گئے۔ پاکستان بننے پر یہاں آ گئے اور مختلف عہدوں پر فائز رہ کر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ نعتیہ مجموعۂ کلام "نورُ الہدیٰ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ہے روشنی جس سے دو جہاں میں وہ رشکِ ماہِ تمام آیا
نثار ہوں جس پہ ہر دو عالم وہ آج عالی مقام آیا
تری محبّت کا موجزن تھا جو چشمہ دل میں، وہ کام آیا
میں جب بھی تیرے قریب پہنچا تو شور اُٹھا غلام آیا
مدینے والے (ﷺ) کے دم سے روشن ہے شمعِ توحید دو جہاں میں
زباں پہ بعد از خدا جب آیا، مدینے والے (ﷺ) کا نام آیا
زمین والوں سے تجھ کو برتر سمجھتے آئے ہیں عرش والے
زمیں پہ عرشِ بریں سے تجھ پر درود آیا، سلام آیا

لطیف اثرؔ

محمد عبداللطیف، لطیف اثرؔ کے نام سے معروف ہیں۔ یکم ستمبر ۱۹۲۲ کو کانپور (انڈیا) میں حاجی عیوض علی کے ہاں پیدا ہوئے جن کا تعلّق سندیلہ ضلع ہردوئی کے ایک زمیندار گھرانے سے تھا۔ لطیف اثرؔ غزل کے ایک عمدہ شاعر ہیں لیکن اچانک تبدیلی آئی کہ حمد اور نعت کی طرف مراجعت کی۔ یوں "صحیفۂ نعت" کی پہلی نعت ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۸ کو لکھی اور ۱۷ جنوری ۱۹۸۹ تک ایک سو چار نعتیں کہہ ڈالیں۔ پیشے کے اعتبار سے انجینئر تھے لیکن اب ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔ "حصارِ انا"۔ "سیلِ تمنّا"۔ "صحیفۂ حمد" اور متذکرہ بالا "صحیفۂ نعت" مجموعہ ہائے کلام ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

حیات صُورتِ دریا رواں سہی لیکن
بغیرِ حُبِّ نبی (ﷺ) ہے سراب کی مانند
نقوشِ پائے محمد (ﷺ) کو جب سے چُوما ہے
دمک اُٹھی ہے زمیں آفتاب کی مانند
ملے وہ لہجہ پئے نعتِ مصطفیٰ (ﷺ) یا رب
کِھلے جو شاخِ سُخن پر گُلاب کی مانند
حضُور (ﷺ) آپ کے دیدار کی تمنّا میں
تمام عُمر گزاری ہے خواب کی مانند

اُمیدؔ فاضلی

نام ارشاد احمد فاضلی اور اُمیدؔ تخلّص ہے۔ ۱۷ نومبر ۱۹۲۳ کو ڈبائی ضلع بلند شہر (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ جب شاعری کی ابتدا کی تو اپنے گاؤں کی نسبت سے ڈبائیوی یعنی امیدؔ ڈبائیوی لکھا کرتے تھے۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان آ گئے اور کراچی کو مسکن بنایا تو امیدؔ فاضلی لکھنا شروع کیا۔ "دریا آخر دریا ہے" (غزلیات)۔ "مناقب"۔ "پاکستان زندہ باد (ملّی نغمے) اور "میرے آقا (ﷺ)" (نعتیں) مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ ("میرے آقا (ﷺ)" میں ۵ حمدیں اور ۵۴ نعتیں ہیں)

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

بندۂ سرکار (ﷺ) ہیں قلب و نظر
کیسے خوش کردار ہیں قلب و نظر

نسبتِ احمد (ﷺ) سے مالا مال ہیں
دولتِ بیدار ہیں قلب و نظر

طیبہ و بطحا کے شیدائی ہوئے
کیا گُل و گلزار ہیں قلب و نظر

آپ چاہیں تو بجھے یہ پیاس بھی
تشنۂ دیدار ہیں قلب و نظر

دل مدینہ ہے، نظر بابِ حرم
سرحدوں سے پار ہیں قلب و نظر

شاہدؔ الوری

نذیر محمد انصاری پیر زادہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ کو بھارت کی ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ شاہدؔ تخلص کے ساتھ جنم بھومی کے حوالے سے الوری اور چونکہ ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہیں، اس لیے پہلے ڈاکٹر لکھتے ہیں۔ شاعری اور نثر دونوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ رموزِ شاعری سیکھنے کے لیے ارمانؔ اجمیری مرحوم اور راغبؔ مراد آبادی کے حلقۂ تلامذہ میں شامل رہے۔ تصانیف میں "شاہدؔ الوری کے سو اشعار"۔ "سخن در سخن" (تضمینی نظمیں)۔ "چراغ سے چراغ" (قطعات)۔ "ففتی ففتی" (طنز و مزاح) اور "حمد و ثنا" (حمد و نعت) شامل ہیں۔ ("حمد و ثنا" میں ۱۴ حمدیں اور ۴۳ نعتیں ہیں)

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

سوال یہ کہ ہو تعریفِ مصطفیٰ (ﷺ) کیسے؟
جواب یہ ہے کہ ہو محوِ ثنا خدا جیسے

سوال یہ کہ وہ کیا عرش پر بُلائے گئے؟
جواب یہ کہ وہ مختارِ کُل بنائے گئے

سوال یہ کہ انھیں کیوں کیا گیا پیدا؟
جواب یہ، وہ نہ ہوتے تو کچھ نہیں ہوتا

سوال یہ کہ جمالِ خدا ہے ان کا جمال؟
جواب یہ کہ ملا اُن (ﷺ) کو انتہائے کمال

سوال یہ، شبِ معراج کیا اُجالا تھا؟
جواب یہ کہ محمد (ﷺ) کا بول بالا تھا!

اسماعیل انیسؔ

بھارت کے تاریخی شہر جھانسی میں ۴ جنوری ۱۹۲۴ کو محمد اسماعیل پیدا ہوئے جو نعت کے حوالے سے اسماعیل انیسؔ کے نام سے معروف ہوئے۔ انھوں نے جھانسی سکونت کے دوران ہی شعر کہنے شروع کر دیئے تھے۔ "چراغِ عالمین" نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

اک نقشِ خرد ہے جو سرِ راہ گزر ہے
دنیائے تفکّر میں وہی زیرِ نظر ہے

افکارِ جہاندیدہ سرِ بزم ہیں مبہوت!
اُس اوج پہ جس پر کہ محمد (ﷺ) کی نظر ہے

جس کے رُخِ روشن سے ہے ہر رات مُنوّر
وہ مخزنِ انوار مرے پیشِ نظر ہے

تخلیقِ الٰہی ہے وہ خورشیدِ سحر خیز
ہر بزم کی ظلمت کے لیے نُورِ سحر ہے

بدؔر فاروقی

بدؔر فاروقی کا نام شاہ محمد زبیر فاروقی ہے۔ ۱۶ جون ۱۹۲۴ کو منڈیاہو ضلع جونپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ علمی اور مشرقی تہذیب کے دلدادہ گھرانے میں تربیت پائی۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور شاعری میں بھی انھی پاکیزہ جذبات و احساسات کا پرتَو دکھائی دیتا ہے۔ "اشکِ فروزاں" نعتیہ مجموعہ ہے۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

بہرِ تسکینِ جاں اور کیا چاہیے
لب پہ ہر لحہ صَلِّ عَلیٰ چاہیے

داغِ دل کو مرے روشنی ہو عطا
دشتِ تیرہ میں ہُوں، اک دِیا چاہیے

آپ کے ہجر کا آقا (ﷺ) بیمار ہوں
دل کے زخموں کو میرے دوا چاہیے

بحرِ عصیاں میں ہے کشتیٔ زندگی
یا محمد (ﷺ) مجھے آسرا چاہیے

حشر کی دُھوپ میں اے خدایا مجھے
سایۂ دامنِ مصطفیٰ (ﷺ) چاہیے

خلیل آزادؔ

محمد خلیل نام اور آزادؔ تخلّص ہے۔ ۱۹۲۴ میں گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے سے پہلے ہی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تلاشِ رزق میں سرگودھا آئے۔ قریباً" بیس سال کا عرصہ یہاں گزارا اور پھر کراچی کا رُخ کیا اور اب یہیں مقیم ہیں۔ اردو اور پنجابی میں شعر کہتے ہیں۔ کئی مسوّدے تیار ہیں لیکن چھپ نہیں سکے۔

صلّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وسلّم

وجد میں ہے روح میری، رقص میں وجدان ہے
ملتفت میری طرف چشمِ کرم ہر آن ہے

اک طرف اُن ﷺ کی تجلّی کا جہانِ نو بہ نو
اک طرف دل میں مچلتا دید کا ارمان ہے

دونوں آیاتِ الٰہی، دونوں تکمیلِ جمال
گُنبدِ خضرا ہے یا پیشِ نظر قرآن ہے

خارزارِ دہر کو بخشا ہے کس نے رنگ و بُو
کس کا حُسنِ دلنشیں یُوں آئنہ سامان ہے

ہم قریبِ بابِ رحمت آ گئے آخر بقاؔ
دمبدم لمحہ بہ لمحہ وصْل کا سامان ہے

بقاؔ نظامی

شاہ محمد بُرہان الدّین نام اور بقاؔ نظامی ادبی حوالہ ہے۔ حکمت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ ۴ جون ۱۹۲۵ کو بہار (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آٹھ تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے "نقشِ بقا" اور "جہانِ بقا" (غزلیں، نظمیں)۔ "انوارِ بندگی" (سوانح) اور "نوائے حمد" حمدیہ و نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔

صلّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وسلّم

اے نقیبِ قرآنی، اے رسُولِ یزدانی (ﷺ)
تم ہو زیست کے رہبر، تم حیات کے بانی

چہرۂ مبارک کا جس نے نُور دیکھا ہے
اس نے خُلد دیکھی ہے، اس نے طُور دیکھا ہے

نام میں بھی نکہت ہے، یاد میں بھی خُوشبو ہے
کیا جمالِ عارض ہے، کیا بہارِ گیسُو ہے

تم جہاں سے اُٹھے تھے، وہ بنائے ہستی ہے
تم جہاں ہو خوابیدہ، زندگی برستی ہے

اے صبا! مدینہ کو جا رہی ہے، جاں لے جا
کُوچۂ محمد (ﷺ) تک روحِ تشنگاں لے جا

زخم یاد کرتے ہیں، غم سلام کہتا ہے
اے نبی (ﷺ) مَیں آ پہنچا، تشنہ کام کہتا ہے

ساقیؔ جاوید

سید شوکت علی ساقیؔ جاوید ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ کو پیدا ہوئے۔ ساری زندگی پڑھنے اور پڑھانے کا شغل جاری رکھا۔ ساتھ ساتھ لکھنے کے عمل سے بھی گزرتے رہے۔ نظم اور نثر میں کئی کُتُب تحریر کیں جن میں سے چند ایک شائع ہو چکی ہیں اور باقی مسوّدات کی صُورت میں محفوظ ہیں۔ شائع ہونے والی کتب میں "چاند میری زمیں"۔ "نقشِ فردا"۔ "ہماری تاریخ ہماری شجاعت" وغیرہ شامل ہیں۔

صلّی اللہُ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

شہرِ نبی ہے (ﷺ) کتنا معطّر قدم قدم
ملتی ہے بُوئے زُلفِ پیمبر (ﷺ) قدم قدم

اتنے مہک رہے ہیں مدینے کے راستے
جیسے بچھے ہُوئے ہوں گُلِ تر قدم قدم

محسُوس یوں ہُوا کہ مجسّم ہیں رحمتیں
چلتی ہیں ساتھ ساتھ برابر قدم قدم

جنّت میں آ گئے کہ مدینے میں آ گئے
رقصاں ہے اک فضائے معطّر قدم قدم

جو کیف بندگی کا یہاں ہے، کہیں نہیں
سجدے ہیں اُن (ﷺ) کے نقشِ قدم پر قدم قدم

قمرانجمؔ

قمرالدین احمد ۱۹۲۶ کو اودے پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صُوفی محمد بخش صوفی قادری نے جہاں خود بھی صوفیانہ رَوِش اختیار کی، وہاں پورے گھر کو اسی طرزِ معاشرت میں ڈھال دیا۔ گھر میں اکثر حضور نبی کریم (ﷺ) کے محاسن و محامد بیان کیے جاتے اور محافل منعقد کی جاتیں جن کے اثرات قمرالدین احمد پر بھی مرتّب ہوئے اور یہ قمرانجمؔ بن گئے۔ ان کا نعتیہ مجموعۂ کلام "حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ("حسنت جمیع خصالہٖ" میں ۲ حمدیں اور ۳۸ نعتیں ہیں)

صلّی اللہُ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

نظر میں کعبہ بسا ہُوا ہے، مدینہ دل کی کتاب میں ہے
میں رات دن پڑھ رہا ہوں اس کو جو زندگی کے نصاب میں ہے

نفاذِ حق میں یہ دیر کیسی، حضور (ﷺ) کی اِتّباع کر لو
نظامِ دیں کا تو ذکر سارا خُدا کی اپنی کتاب میں ہے

ملی جسے خاکِ پائے احمد (ﷺ) چمک گئی سمجھو اس کی قسمت
بھلا ہو کیوں اُس کو خوفِ محشر جو آپ (ﷺ) کے انتخاب میں ہے

گُنہ کی گٹھڑی لدی ہے سر پر، لرز رہا ہے بدن بھی تھر تھر
نبی (ﷺ) کا صدقہ، خدا کرم کر، یہ تیرا بندہ عذاب میں ہے

حیرتؔ الٰہ آبادی

الٰہ آباد کو شاید نہرو خاندان کی وجہ سے اتنا کوئی نہیں جانتا ہو گا، جتنا وہ شعرا کے حوالے سے مشہور ہوا۔ خاص کر اکبرؔ الٰہ آبادی نے تو مشہورِ عالم کر دیا۔ اسی الٰہ آباد کے ایک قصبے بیت پور میں سیّد مہدی حسن اکتوبر ۱۹۲۶ میں پیدا ہوئے۔ شعور کی دنیا میں قدم رکھا تو شعر موزوں کرنے لگے اور حیرتؔ تخلّص انتخاب کیا۔ بقول سیّد قاسم محمود، متشرّع اور شریف النفس انسان ہیں۔ صاحبِ ادراک ہونے کے ساتھ ساتھ فکری کجروی سے بھی دور ہی رہتے ہیں۔ "کشکولِ وفا" (غزل)۔ "سترہ دن" (قطعہ)۔ "مینارۂ نور" اور "نورِ بے مثال" (نعت) ان کے مجموعہ ہائے کلام ہیں۔

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

پاک محمد (ﷺ) نام ہے اُن کا' اللہ کے ہیں رمیت
ان کے رستے جو چل نکلا' اُس کی ہو گی جیت

اُن (ﷺ) کے جیسا کوئی نہیں ہے کوئی نہیں وِدوان
سب نبیوں میں اُتّم وہ ہیں' اُتّم ہے استھان

میرے نبی (ﷺ) کے گُن مت پوچھو' اُن کی انوکھی بات
ان (ﷺ) کے کہک سے پتّھر بولے' بولے ڈالی پات

میرے نبی (ﷺ) کے جگمگ درپن' جگمگ ان کی ساکھ
ان کے آگے مدھم سُورج' ابھرے سُورج لاکھ

دونوں جگ کا کون ہے داتا' ہم سب تھے انجان
میرے نبی (ﷺ) نے کروائی ہے اللہ کی پہچان

جمیلؔ عظیم آبادی

جمیلؔ عظیم آبادی کا اصل نام محمد جمیل احسن ہے۔ والد کا نام محمد یُوسُف تھا۔ جمیل احسن ۷ جنوری ۱۹۲۸ کو عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ بی اے کرنے کے بعد محکمہ تار و ٹیلیفون میں ملازم ہو گئے اور پھر اکاؤنٹس افسر کی حیثیت سے مرحوم مشرقی پاکستان میں خدمات انجام دیں۔ سانحۂ مشرقی پاکستان کے بعد کراچی میں آ کر آباد ہوئے۔ "دل کی کتاب" گو ان کی غزلیات کا مجموعہ ہے لیکن اس عظیم المیہ کا کرب اس میں سمویا ہوا ہے۔ "گیان درپن" (دوہے) اور "وحدت و مدحت" نعتیہ مجموعۂ کلام ہیں۔ ("وحدت و مدحت" میں ۱۶ حمدیں اور ۸۴ نعتیں ہیں)

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

دنیا کی تمنّاؤں کا گُلزار تو دیکھو
اک بار کبھی روضۂ سرکار (ﷺ) تو دیکھو

اِن میں بھی مدینہ ہی نظر آئے گا تم کو
آنکھوں میں مِری جھانک کے اک بار تو دیکھو

ہم پھول بھی دیکھیں گے مگر پھول سے پہلے
تم شہرِ مدینہ کے ذرا خار تو دیکھو

ہر چند کہ اظہارِ عقیدت نہیں ممکن
اِس پر بھی مِری کوششِ اظہار تو دیکھو

دیکھیں گے کبھی خلد بھی سرکار (ﷺ) کے صدقے
مسؔرور ابھی خلد کے آثار تو دیکھو

مسؔرور کیفی

صالح محمد نام کے اس شخص کو سب مسرور کیفی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ والد کا نام حاجی عبدالرحمان زکریا ہے۔ مسؔرور کیفی ۲۶ فروری ۱۹۲۸ کو پیدا ہوئے۔ اردو اور سندھی میں شعر کہتے ہیں۔ سندھی ان کی مادری زبان ہے لیکن اردو میں اتنا شستہ اور شائستہ لہجہ اختیار کیا ہے کہ ان پر سندھی ہونے کا گمان نہیں ہوتا۔ ۱۹۴۸ میں ادبی زندگی کا آغاز ہُوا۔ بہت زود گو ہیں۔ ۹ نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور اتنی بار ہی غالباً عمرے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ حج سے بھی مشرّف ہو چکے ہیں ("چراغِ حرا" میں ۲۷' "ملجا و ماوا" میں ۴۸' "جبلِ حرم" میں ۴۸' "مولائے کُل (ﷺ)" میں ۲۷' "نورِ یزداں" میں ۴۸' "میزابِ رحمت" میں ۴۸' "سیّدُ الکونین (ﷺ)" میں ۴۸' "سجدۂ حرف" میں ۵۱ نعتیں ہیں۔ ۶۳ بند پر مشتمل نظم "مرحبا" اور ۳۳۔ شعروں پر مشتمل نظم "ہالۂ نور" الگ بھی چھپ چکی ہیں)۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم

کیا شان ہے شانِ خیرِ بشر (ﷺ)، اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرۡ
رحمت نے پُکارا خود بڑھ کر انّا اعطینٰک الکوثر

کب حق نے گوارا فرمایا، دیکھے وہ ملالِ پیغمبر (ﷺ)
جبریلؑ کو بھیجا دے کے خبر، انّا اعطینٰک الکوثر

یاقوتِ یمن نقطہ نقطہ، الفاظ ہیں گوہر ناسُفتہ
الماس کی قاشیں زیر و زبر، انّا اعطینٰک الکوثر

یہ آیت ڈالی پھولوں کی، یہ نقطے قطرے شبنم کے
اِعراب زر و تشدیدِ ثمر، انّا اعطینٰک الکوثر

جس دل کو تلاشِ تسکیں ہو، مجروحِ ستم ہو، غمگیں ہو
لازم ہے پڑھے وہ شام و سحر، اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرۡ

ادیبؔ رائے پوری

کُل پاکستان گولڈ میڈل ایوارڈ محفل حمد و نعت کے بانی، پہلی انٹرنیشنل نعت کانفرنس ۱۹۸۲ اور ۱۹۸۴ میں لندن، برمنگھم اور بریڈ فورڈ مانچسٹر میں عالمی نعت کانفرنس کے روح رواں سیّد حُسین علی ادیبؔ رائے پوری ۱۹۲۸ میں مدھیہ پردیش کے شہر رائے پور میں حکیم سیّد یعقوب علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو جب آزادیٔ پاکستان کا اعلان ہوا تو کراچی میں تھے یعنی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو اپنے والد کے ہمراہ اِس مملکت میں آگئے تھے۔ ان کے دو نعتیہ مجموعے "تصویرِ کمالِ محبّت" اور "اُس قدم کے نشاں" شائع ہو چکے ہیں۔ نعت گوئی پر ان کی تصانیف "مدارِجُ النّعت" اور "مشکوٰۃُ النّعت" اور "درودِ تاج کا تحقیقی جائزہ" چھپ چکی ہیں۔ ("تصویرِ کمالِ محبّت" میں ۴۲، اور "اُس قدم کے نشاں" میں ۵۹۔ اردو اور ۵ فارسی نعتیں ہیں)

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم

نہ مال و زر، نہ جان و تن ہے سب کچھ
مجھے بس آپ (ﷺ) کا دامن ہے سب کچھ

کروں کیوں باغِ جنّت کی تمنّا
مدینے کا مجھے گلشن ہے سب کچھ

یہ مہر و ماہ پرتَو ہیں اُسی کے
ضیائے چہرۂ روشن ہے سب کچھ

محمد (ﷺ) ہیں رہنمائے ہر دو عالم
وہی اک اصل ہیں، رہنما ہے سب کچھ

تڑپ جائے جو سُن کر نامِ احمد (ﷺ)
مرے دل کی وہ اک دھڑکن ہے سب کچھ

اطہر نادرؔ

اطہر حسین نام اور نادِر تخلّص ہے۔ ۱۹۲۸ میں غازی پور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت کانپور میں ہوئی۔ ۱۴ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا۔ عملی زندگی کا آغاز لکھنؤ سے ہوا۔ چند سال وہاں سرکاری ملازمت میں گزارے۔ ۱۹۵۰ میں وہاں سے ہجرت کی اور پاکستان آگئے۔ شعری مجموعہ "درماں" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

محمد (ﷺ) کا عزّ و وقار اللہ اللہ
ہیں محبوبِ پروردگار اللہ اللہ

مدینے کے وہ تاجدار (ﷺ) اللہ اللہ
غریبوں کے بھی غم گسار اللہ اللہ

ہیں جنّ و ملک اور حور و بشر بھی
محمد (ﷺ) کے خدمت گزار اللہ اللہ

مدینے میں جاؤں تو واپس نہ آؤں
دعا ہے یہ لیل و نہار اللہ اللہ

دمِ نزع صابر کے پیشِ نظر ہو
جمالِ رُخِ تاجدار (ﷺ) اللہ اللہ

صابر براری

تاریخ گوئی میں دور حاضر کے جس شاعر کا نام عزّت و احترام سے لیا جاتا ہے، وہ صابر براری ہیں۔ ان کی کتاب "تاریخِ رفتگاں" تاریخ گوئی پر قابلِ قدر تالیف ہے۔ صابر براری کا اصل نام احمد مرزا ہے۔ علّامہ ضیاءَ القادری بدایونیؒ سے نسبتِ تلمّذ پر "قادری" بھی لکھتے ہیں۔ جب کہ براری، برار کی نسبت سے لکھتے ہیں۔ یوں پورا نام احمد مرزا قادری صابر براری ہے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸ کو ایلچپور ضلع امراوتی، برار میں پیدا ہوئے۔ بی اے بی ایڈ کے بعد درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہو گئے۔ "چشمِ شوق" غزلوں کا مجموعہ ہے اور "فردوسِ عقیدت"۔ "بہشتِ مناقب"۔ "انوارِ پنجتن" اور "جامِ طہور" نعتوں، سلام اور مناقب کے مجموعے ہیں۔ ("جامِ طہور" میں ایک حمد اور ۱۶۰ نعتوں کے علاوہ بہت سی تضامین ہیں)

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

نوعِ بشر میں آپ بھی شامل تو ہیں مگر
ثانی ہے کون آپ کا؟ اے سیّد البشر (ﷺ)

وہ روشنی جو رحمتِ عالم ہے سر بسر
تھی آپ (ﷺ) ہی کی صورت و سیرت میں جلوہ گر

روشن ہے جس سے کون و مکاں کی ڈگر ڈگر
جلووں سے آپ (ﷺ) ہی کے عبارت ہے وہ سحر

چومی ہے جس نے آپ (ﷺ) کے قدموں کی کہکشاں
تابندہ تر رہے گی ابد تک وہ رہ گزر

حق تو یہ ہے کہ عالمِ ذات و صفات میں
"بعد از خدا بزرگ توئی" قصّہ مختصر

آفاق صدیقی

محمد آفاق صدیقی ۱۹۲۸ میں میرپور خاص میں پیدا ہوئے۔ یہیں سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ کچھ عرصے سے کراچی میں مقیم ہیں۔ درس و تدریس کے علاوہ صحافت سے بھی تعلّق ہے۔ اور شعر و ادب کے شوق کو بھی ساتھ ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ کتابیں "ریگزار کے موتی"۔ "بابائے اُردو وادیٔ مہران میں"۔ "قلب سراپا"۔ "ریزۂ جاں"۔ "تأثرات"۔ "عکسِ لطیف"۔ "اورنگِ سلیمان" اور "شاعرِ حق نوا" شائع ہو چکی ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

اُن (ﷺ) کی دہلیز چھو کر ---- جو پتھر تھا پل بھر میں پارس ہُوا ---- ان (ﷺ) کے ہاتھوں سے جو ہاتھ بھی مَس ہُوا ---- چاند تاروں نے اس ہاتھ پر بیعتِ شوق کی ---- اس زمیں پر وہی ہاتھ سایہ رہا ---- یہ فلک بھی اسی کا کنایہ رہا ----

جس نے دیکھا اُنھیں (ﷺ) ---- اُس کی بینائی کے واہمے دُھل گئے ---- اُس پہ آفاق کے سب وَرَق کُھل گئے ----

جس نے مانا انھیں (ﷺ) ---- اپنے پیکر میں شہرِ یقیں ہو گیا ---- جس نے جانا انھیں (ﷺ) ---- جہل بھی اس کا علم آفریں ہو گیا ---- جس نے ڈھونڈا انھیں (ﷺ) ---- وہ سلیماں قدم ---- عالمِ راز کا سیر بیں ہو گیا۔

جس نے پایا انھیں (ﷺ) ---- وہ فقیرِ حرم ---- معرفت کے حرا میں مکیں ہو گیا۔ جس نے سوچا انھیں (ﷺ) ---- وہ خدا کی قسم ---- ماورائے زمان و زمیں ہو گیا۔ جس نے لکھا انھیں (ﷺ) ---- اُس کا معجز قلم ---- شہپرِ جبرئیلِ امیںؑ ہو گیا۔

جس نے چاہا اُنھیں ---- اُس کی قامت بقا کی نگارش ہُوئی ---- اس پہ دن رات پھولوں کی بارش ہوئی۔

جس نے چاہا اُنھیں (ﷺ) ---- اُس کو چاہا گیا ---- اس کی دہلیز تک ہر دور آیا گیا۔

شبنم رومانی

چغتائی خاندان کے مرزا عظیم احمد بیگ جو شبنمؔ رومانی کے نام سے مشہور ہوئے، ۳۰ دسمبر ۱۹۲۸ کو شاہجہانپور میں پیدا ہُوئے۔ ۱۹۴۸ میں آگرہ یونیورسٹی سے بی کام کی ڈگری لی۔ بعدہٗ پاکستان آگئے اور کراچی میں رہائش پذیر ہوئے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں "جزیرہ"۔ "مثنوی سیرِ کراچی"۔ "چاند کے دیس میں" اور "ہائیڈ پارک" شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

وہ ذات شہرِ علم تو ہم طالبانِ علم
ہم ذرّہ ہائے خاک ہیں، وہ آسمانِ علم

ہم کیا ہیں ایک لفظ، معانی سے بے خبر
ہم کیا سمجھ سکیں گے رموزِ جہانِ علم

قرآں ہے اُس کے نطق کا اک زندہ معجزہ
اقراٴ ہے تا بہ آیتِ آخر، زبانِ علم

اَسرارِ کائنات کا عُقدہ کشا وُہی!
وہ رازدانِ وسعتِ کون و مکانِ علم

ہم جُستجوئے حق میں رواں اُس کے سائے سائے
ہم کو اسی کے نقشِ کفِ پا، نشانِ علم

حمایت علی شاعرؔ

میر حمایت علی نام اور شاعرؔ تخلّص ہے۔ ۱۴ جولائی ۱۹۳۰ کو اورنگ آباد (دکن) میں پیدا ہوئے۔ ایم اے کیا اور تدریس کے شعبے سے منسلک ہو گئے۔ بعد میں صحافت، ادارت، تدریس، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلم سب سے وابستگی رہی۔ ان کی نظم اور نثر کی بیس کے لگ بھگ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں سے کئی کُتب بھارت سے بھی شائع ہوئیں۔ "اردو نعتیہ شاعری کے سات سو سال" اور "پاکستان میں اردو شاعری کے سات سو سال" ان کا عمدہ کارنامہ ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

ذہن کو اپنے سجا لوں تو ترا نام لکھوں
اپنے لمحوں کو اُجالوں تو ترا نام لکھوں

شہرِ طیبہ میں گزاری ہُوئی ہر ساعت کی
یاد کو دل میں بسا لوں تو ترا نام لکھوں

گنبدِ سبز کے سائے میں وہ صدیوں کا خرام!
اس کی تصویر بنا لوں تو ترا نام لکھوں

روضۂ پاک کے نظّارے کو نغمہ کی طرح
رُوح کے ساز پہ گا لوں تو ترا نام لکھوں

میرے مولا (ﷺ) تیری کملی سے اُبھرتا سورج!
اس کو آئینہ بنا لوں تو ترا نام لکھوں

ڈاکٹر سیّد ابُوالخیر کشفی

ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفی ۱۹۳۲ میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصے تک تدریس کے شعبے سے منسلک رہے۔ ادب میں ان کا اصل میدان تحقیق اور تنقید ہے۔ شاعری جُز وقتی کرتے ہیں اور اکثر نعت کہتے ہیں۔ مطبوعہ کتب "ہمارے عہد کا ادب اور ادیب"۔ "اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر"۔ "باغ و بہار"۔ "اردو نثری ادب" ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

ایسا منظر بھی کبھی اے مرے آقا (ﷺ) دیکھوں
جس طرف آنکھ اُٹھے، تیرا سراپا دیکھوں

دیدۂ دل کے دریچوں کو یُونہی وا دیکھوں
جب تلک زندہ رہوں، وہ رُخِ زیبا دیکھوں

سایۂ دامنِ رحمت میں چُھپا لے مُجھ کو
تا بہ کے اپنے گناہوں کا تماشا دیکھوں

خوابِ طیبہ کے بھرے ہوں مری آنکھوں میں تو مَیں
کن نگاہوں سے بہارِ رُخِ دُنیا دیکھوں

شوقِ دیدار میں بڑھتا ہی رہوں سُوئے حرم
کوہ دیکھوں، نہ کہیں وُسعتِ صحرا دیکھوں

منظر ایّوبی

عزیز احمد ایّوبی نام اور منظر تخلّص ہے۔ ۴ اگست ۱۹۳۲ کو بدایوں (بھارت) میں پیدا ہُوئے۔ ابھی زیرِ تعلیم تھے کہ مسلمانانِ برّصغیر کا الگ ملک پاکستان دنیا کے نقشے پر اُبھرا۔ یہ بھی خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے یہاں آ گئے۔ تعلیم کے بعد شعبۂ درس و تدریس سے منسلک ہو گئے۔ "تکلّم"۔ "مزاج" اور "چڑھتا چاند اُبھرتا سورج" شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

ہے آنکھ وہ جو محوِ دیدارِ مُصطفیٰ (ﷺ) ہے
اُس دل کی بات کیا جو سرشارِ مُصطفیٰ (ﷺ) ہے

یہ کہکشاں و انجُم، یہ مہر و ماہ و پرویں
ہر آئنے میں عکسِ انوارِ مصطفیٰ (ﷺ) ہے

جو لفظ مُنہ سے نکلا، آئین بن گیا ہے
معراجِ آدمیّت کردارِ مصطفیٰ (ﷺ) ہے

مانگی ہوئی تجلّی نظروں میں کب جچے گی
پیشِ نظر ہمارے، کردارِ مصطفیٰ (ﷺ) ہے

ہرچند عینِ ایماں ہے ذاتِ خالقِ کُل
لیکن بنائے ایماں اقرارِ مصطفیٰ (ﷺ) ہے

محسؔن بھوپالی

عبدالرّحمان محسؔن ۲۹ ستمبر ۱۹۳۲ کو قصبہ سہاگ پور ضلع ہوشنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حاجی عبدالرزاق محکمۂ ڈاک سے وابستہ تھے۔ محسؔن نے ابتدائی تعلیم حبیبیہ سکول سے اور سیکنڈری تک تعلیم الگزنڈر ہائی سکول بھوپال سے حاصل کی۔ ۱۹۵۴ میں این ای ڈی کالج سے انجینئرنگ میں ڈپلومہ لیا۔ ۱۹۷۹ میں کراچی یونیورسٹی سے اردو میں ایم اے کیا۔ ۱۹۹۳ میں ایگزیکٹو انجینئر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ہجرت کے بعد پہلے لاڑکانہ میں مقیم ہوئے اور پھر کراچی شفٹ ہو گئے۔ "شکستِ شب"۔ "جستہ جستہ"۔ "نظمانے"۔ "روشنی تو دیئے کے اندر ہے"۔ "ماجرا" اور ہائیکو کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

جب گنبدِ خضرا پہ ٹھہرتی ہیں یہ آنکھیں
پلکوں پہ دیئے لے کر اُترتی ہیں یہ آنکھیں

جن آنکھوں نے دیکھا ہے رسولِ عربی (ﷺ) کو
جی جان سے اُن آنکھوں پہ مرتی ہیں یہ آنکھیں

حُسنِ گُلِ گلزارِ مدینہ! تجھے اکثر
زنجیر جو کرتی ہیں تو کرتی ہیں یہ آنکھیں

کرتی ہیں سفر کعبے سے جب سُوئے مدینہ
پُرنُور مناظر سے گزرتی ہیں یہ آنکھیں

آنکھوں کو دعا دیں گے سہیؔل آپ نہ کیسے
کشکولِ زیارت کو تو بھرتی ہیں یہ آنکھیں

سہیؔل غازی پوری

سہیؔل احمد خان نام اور غازی پور (یوپی) جائے پیدائش ہے۔ ۳۰ جون ۱۹۳۴ کو پیدا ہُوئے۔ سلسلہ تعلیم جو وہاں سے شروع ہوا تھا' پاکستان آکر مکمل کیا۔ گریجوایشن کرنے کے بعد کسٹم میں ملازم ہو گئے۔ کراچی کی ادبی محفلوں اور ادبی رسائل کی رونق ہیں۔ "اجالوں کے دریچے" اور "موسموں کی گرد" غزلیات کے مجموعے اور "شہرِ علم" نعتیہ مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

مدحتِ سرورِ کونین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو کیا لکھی ہے
مَیں نے اپنے لیے بخشش کی دعا لکھی ہے

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حُسنِ سخاوت سے حوالہ پاکر
سرنوشتِ کرم و جُود و سخا لکھی ہے

قامتِ ناز سے "وَالنَّجم" کے آثار عیاں
رُخِ پُرنُور پہ تحریرِ حیا لکھی ہے

وَرَقِ جاں ہے ترے نُورِ صفا سے روشن
صفحۂ دل پہ ہر اک تیری ادا لکھی ہے

مجُھ کو شکوہ نہیں ماحول کی سفّاکی سے
میرے حق میں تو مدینے کی فضا لکھی ہے

اسلَم فرّخی

ڈاکٹر محمد اسلَم فرخی ۲۳ اکتوبر ۲۴ کو لکھنؤ میں پیدا ہُوئے۔ آزادی کے بعد پاکستان آ گئے۔ کراچی یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے پروفیسر ہیں۔ تحقیق اور تنقید ان کا میدان ہے لیکن کبھی کبھار شعر بھی کہتے ہیں۔ تصانیف میں "محمد حسین آزاد: حیات و تصانیف"۔ "مقدّمہ نظام رنگ"۔ "صاحب جی"۔ "سلطان جی"۔ "فرید و فرد فرید"۔ "دبستانِ نظام" اور "تذکرۂ گلشنِ ہمیشہ بہار" شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

نُورِ محمّدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو ازل سے سفر میں ہے
یہ ساری کائنات اُسی کے اثر میں ہے

اک روشنی سمائی ہُوئی بام و در میں ہے
جس دن سے ذکرِ صَلِّ عَلیٰ میرے گھر میں ہے

یہ بھی ہے ایک پیروئ مُصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا رُخ
مصروف آدمی جو خلا کے سفر میں ہے

وہ جس پہ ثبت نقشِ قدم ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے
انسان کامیاب اُسی رہ گزر میں ہے

چلتا ہے جو بھی نقشِ قدم پر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے
اس آدمی کے ساتھ اُجالا سفر میں ہے

اعجاز رحمانی

سید اعجاز علی شاہ ولد سیّد ایّوب علی شاہ ۱۳ فروری ۱۹۳۶ کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ پاکستان آئے تو کراچی کو اپنا مسکن بنایا۔ طالب علم تھے کہ شعری ذوق پیدا ہوا اور پھر آج تک اس ذوق کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ یوں تو انھوں نے غزل بھی بڑی اچھی کہی لیکن پہچان نعتیہ کلام ہی بنا۔ "کاغذ کے سفینے" (نظم و غزل)۔ "افکار کی خوشبو" (احادیث کا ترجمہ)۔ "پہلی کرن آخری روشنی" اور "اعجازِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)" (دونوں نعتیہ مجموعے) مطبوعہ کتابیں ہیں۔ (اوّل الذکر مجموعۂ نعت میں ایک حمد، ۲۸ نعتیں اور ۵۲ رباعیات و قطعات ہیں۔ ثانی الذکر میں ایک حمد اور ۱۲۷ نعتیں ہیں)

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

مہرباں مجھ پہ ربُّ العُلیٰ ہو گیا
ذاتِ اقدس سے جب سلسلہ ہو گیا
زندگی کے سفر میں ہر اک موڑ پر
آپ (ﷺ) کا نقشِ پا رہنما ہو گیا
مٹ گئیں دہر سے کفر کی ظلمتیں
نُورِ احمد (ﷺ) جو جلوہ نُما ہو گیا
شمعِ وحدت کے آگے نہ وہ جل سکا
سرد فارس کا آتش کدہ ہو گیا
چاند ٹکڑے ہُوا، کنکری بول اُٹھی
اک اشارے سے کیا معجزہ ہو گیا

صدّیق فتحپوری

محمد صدّیق نام ہے اور صدّیق فتحپوری کے قلمی نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ یکم نومبر ۱۹۳۶ء کو ضلع گیا (بہار) کے ایک قصبے میں پیدا ہوئے اور ابتدائی مراحل تک ہی تعلیم حاصل کر سکے' البتّہ فطری صلاحیتّوں کو خوب استعمال کیا۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔ تجارت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ "اظہارِ عقیدت" ان کا حضورِ نبیٔ کریم (ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں نذرانۂ عقیدت ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

جنھیں رسول (ﷺ) سے توفیقِ استفادہ ہے
نظر بلند ہے اُن کی تو دل کشادہ ہے
سفر کا لطف ہے کیا چیز' پوچھیے ہم سے
کہ ہم ہیں اور دیارِ نبی (ﷺ) کا جادہ ہے
مسافروں میں وہی فخرِ شہسواراں ہے
جو راہِ عشقِ محمد (ﷺ) میں پا پیادہ ہے
وہ خاک' خاکِ مدینہ جسے کہا جائے
مجھے تو دولتِ کونین سے زیادہ ہے
پہنچ کے روضۂ اطہر پہ جان دوں خاورؔ
مری حیات کا مرکز یہی ارادہ ہے

رحمٰن خاورؔ

ریاست رامپور کی ادبی' ثقافتی اور علمی خدمات کی امین دھرتی سے ظلّ الرّحمان خان (جن کا تاریخی نام بخت یار عالم اور ادبی نام رحمٰن خاورؔ ہے) کا خمیر اٹھا۔ ان کے والد مولوی بنّے خان سرخوشؔ شلوانی بھی ایک ادبی شخصیت تھے۔ رحمٰن خاورؔ ۳ جنوری ۱۹۳۷ کو پیدا ہوئے۔ مروّجہ تعلیم ایم اے ہے اور تدریس و تعلیم کے پیشہ سے منسلک ہیں۔ مرزا عابد علی بیگ سحرؔ رامپوری سے شرفِ تلمّذ ہے۔ ایک مدت سے مدحت سرائیِ سرورِ کونین (ﷺ) میں مگن ہیں۔ "بعد از خدا بزرگ توئی" نعتیہ کلام ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

دیکھنا ہے تو وہ نقشِ پا دیکھیے
منزلِ راہِ صدق و صفا دیکھیے

کچھ گدا آپ (ﷺ) کے در پہ ہیں منتظر
اک نظر اُن کو خیرُ الوریٰ (ﷺ) دیکھیے

ماند ہیں اس کے آگے مناظر سبھی
اک نظر سوئے طیبہ ذرا دیکھیے

حشر میں تاکہ بخشش کا سامان ہو
ہو کرم مجھ پہ روزِ جزا (ﷺ) دیکھیے

اے گہرؔ حاضری کی دعا مانگ لیں
اپنی قسمت کو پھر آزما دیکھیے

گہرؔ اعظمی

انصار الحق قریشی کا تخلّص گوہر/ گہرؔ ہے۔ ۱۹۳۷ء میں اعظم گڑھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شبلی نیشنل ہائی سکول اعظم گڑھ سے حاصل کی۔ تقسیمِ ہند کے بعد اپنے خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ کراچی میں آکر آباد ہوئے۔ علّامہ عثمانی ہائی سکول سے میٹرک اور پھر این ای ڈی انجینئرنگ کالج سے بی اے کی ڈگری لی۔ حجِّ بیتُ اللہ کی سعادت سے بھی مشرّف ہو چکے ہیں۔ دو نعتیہ مجموعے "ثنائے رسول (ﷺ)" اور "سوئے حرم سوئے طیبہ" شائع ہو چکے ہیں۔ ("ثنائے رسول (ﷺ)" میں ۵ حمدیں اور ۶۳ نعتیں ہیں)

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

جس پر رسولِ پاک (ﷺ) کا فیضان ہو گیا
وہ اک گدا سے حاکم و سلطان ہو گیا

اعمالِ خیر سے تو تہی دست تھا مگر
ذکرِ نبی (ﷺ) نجات کا سامان ہو گیا

وحدانیت کا آپ (ﷺ) نے اعلان جب کیا
واقف خدا کی ذات سے انساں ہو گیا

جب سے سُنی ہے زائرِ طیبہ کی گفتگو
طیبہ کی دید کا مجھے ارمان ہو گیا

رکّھا جو میں نے اُسوۂ سرکار (ﷺ) سامنے
ہر اک عمل حیات کا آسان ہو گیا

حبیب اللہ حبیبؔ

حبیب اللہ نام اور حبیبؔ ہی تخلّص ہے۔ سادات گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ قاری ہیں، حافظ ہیں، مولوی ہیں، عالم ہیں، مفسّر ہیں، جامع مسجد میں خطیب ہیں۔ اردو، عربی اور اسلامیات کے مدرّس ہیں، مدّاحِ رسول (ﷺ) ہیں اور اللہ ربُّ العزت نے انھیں خوش الحانی سے بھی نوازا ہے۔

سیّد حبیبُ اللہ ولد سیّد کلیم اللہ ۱۹۳۷ء میں کلیانی ضلع گلبرگہ میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم و فنون پر دسترس حاصل کی اور علمی، ادبی اور دینی خدمات انجام دینے لگے۔ نعتیہ مجموعۂ کلام "ثنائے حبیب (ﷺ)" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

زخموں کی قبا ہو کہ گلابوں کی ردا ہو
وہ رنگ ملے، صلِّ علیٰ جس پہ لکھا ہو

تو گہرا سمندر ہے، میں اک موجہ ساحل
مجھ سے تری پہچان کا حق کیسے ادا ہو

بجھ جاؤں اگر پیرہن عشق کو بدلوں
جل جاؤں اگر ذہن تجھے بھول گیا ہو

اک عمر سے یوں دھوپ کے صحرا میں ہوں جیسے
مجھ پر تیری دیوار کا سایہ نہ رہا ہو

میں بھی کسی خورشید صفت لمحے کو دیکھوں
اور یوں کہ ترے شہر کا دروازہ کھلا ہو

ہر عہد سے آگے تری آواز کا پرچم
وہ زندہ رہے گا جو ترے ساتھ چلا ہو

جاذب قریشی

جاذب قریشی کا نام محمد صابر ہے۔ ۳ اگست ۱۹۴۰ کو کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ شعبۂ تدریس سے وابستہ ہیں۔ شعر و سخن اور تنقید ان کی تحریروں کا حوالہ اور پہچان ہے۔ روزنامہ جنگ سے بھی منسلک ہیں۔ ”میں نے یہ جانا“۔ ”پہچان“۔ ”شناسائی“۔ ”آنکھ اور چراغ“۔ ”شاعری اور تہذیب“۔ ”نیند کا ریشم“۔ ”شیشے کا درخت“۔ ”آشوب جان“ اور ”اجل آوازیں“ کتب شائع ہو چکی ہیں۔

صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

کلبۂ احزاں میں میرے رنگ، خوشبو، روشنی
مدحتِ سرکار (ﷺ) کا اعجاز ہے یہ واقعی

جانبِ طیبہ چلا ہُوں چلچلاتی دھوپ میں
یہ محبت، یہ لگن، یہ شوق، یہ وارفتگی

رحمتِ عالم شفیعُ المذنبیں، خیرُ البشر (ﷺ)
فضلِ رب سے ایک ہی ایسا ہُوا ہے آدمی

چُومتا نعلین، آنکھوں سے لگاتار بار بار
کاش میں ہوتا رفیقو، کفش بردارِ نبی (ﷺ)

یوں تو سارے حرف پاکیزہ ہیں لوحِ فکر کے
ہے مگر روحِ لطافت ”میم“ کی پاکیزگی

رئیس باغیؔ

رئیس باغیؔ کا اصل نام رئیس الرحمان خان ہے جبکہ باغیؔ تخلّص ہے۔ یکم نومبر ۱۹۳۱ کو پیدا ہوئے۔ آبائی وطن مراد آباد ہے۔ لڑکپن ہی میں ہجرت کرنا پڑی۔ رئیس باغیؔ درس و تدریس کے پیشے سے منسلک ہیں۔ شعر و سخن کی ہر صنف میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ کئی کتابیں تشنۂ اشاعت ہیں جن میں درجِ ذیل مسودے بھی شامل ہیں۔ ”بال و پر“۔ ”زرِ جان“۔ ”قلم کی آگ“۔ ”لفظوں کا شہر“۔ ”حرف در حرف“ وغیرہ۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تڑپ اُٹھی ہے دل میں آج نعت مصطفیٰ (ﷺ) کہیے
مگر یہ فکر ہے، حرفِ ثنا کہیئے تو کیا کہیے

ادب یہ ہے کہ اپنی عاجزی کا ماجرا کہیے
ہمہ گویانِ نعتِ مصطفیٰ (ﷺ) کو مرحبا کہیے

شفاعت کی طلب میں مطلعِ راحت فزا کہیے
شفیعُ المذنبیں (ﷺ) کو مُذنبوں کا آسرا کہیے

دلیلِ رُتبۂ عالی ہے سُبحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی
مرے آقا (ﷺ) کو ہر اوج و شرف کی انتہا کہیے

عبادت کس قدر آسان کر دی میرے مولا نے
یہ فرما کر، نبی (ﷺ) پر ہر گھڑی صَلِّ عَلٰی کہیے

نعیم حامد علی

نعیم حامد علی کے والد سیّد حامد علی قیامِ پاکستان پر بھارت سے ہجرت کر کے کراچی میں آباد ہوئے۔ پھر دوسری ہجرت سعودی عرب کو کی۔ نعیم کا ننھیالی تعلّق جگر مراد آبادی سے ہے۔ ۱۹۸۱ میں جب میری ملاقات نعیم حامد علی سے ہوئی تو اُس وقت یہ چالیس کے پیٹے میں تھے۔ ۱۹۵۶ سے سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ ان کے سب بھائیوں کی شہرت وہاں کی ہے مگر انھوں نے سعودی دوشیزہ سے شادی کے باوجود وہاں کی شہرت اختیار نہیں کی۔ تبوک میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ اردو ادب کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ "پیکرِ نغمہ" شعری مجموعۂ کلام شائع ہو چکا ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

جمالِ رحمتِ عالم (ﷺ) کسی کے دل میں آ جائے
تو دل کیفِ حضوری کی نئی منزل میں آ جائے

گدا بن کر درِ اقدس پہ جا بیٹھوں تو اچھا ہے
نہ جانے کیمیا کب کاسۂ سائل میں آ جائے

کسی نے راس سے پہلے معجزہ ایسا نہیں دیکھا
کہ شق ہونے کی خواہش خود مہِ کامل میں آ جائے

عجب اعجاز ہے مُدَّثِر و یٰسٓ و طٰہٰ کا
نئی تاثیر ہستی بزمِ آب و گِل میں آ جائے

کشاکش ہائے ہستی میں سکوں ملتا نہ ہو جس کو
درود و ذکر و وجد و حال کی محفل میں آ جائے

اثر ذکرِ محمد (ﷺ) کا سحر ہوتا ہے یوں جیسے
کوئی گم گشتہ کشتی دامنِ ساحل میں آ جائے

سحر انصاری

اردو ادب میں سحر انصاری نام کی دو شخصیّات ہیں۔ ایک احمد علی سحر انصاری جن کا تعلّق بھارت سے ہے اور دوسرے انور مقبول سحر انصاری جو ایک ممتاز شاعر، ادیب، نقّاد، محقّق اور ماہرِ تعلیم ہیں اور کراچی میں سکونت رکھتے ہیں۔ ان کے والد مقبول احمد انصاری چشتی کا تعلّق مراد آباد، میرٹھ اور اورنگ آباد سے رہا۔ انور مقبول انصاری اورنگ آباد میں ۲۷ دسمبر ۱۹۴۱ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اورنگ آباد، حیدر آباد (دکن) اور ناندیڑ سے حاصل کی۔ بی ایس سی، ایم اے انگریزی، ایم اے اردو، ایم اے لسانیات کیا۔ "اردو تنقید پر مغربی تنقید کے اثرات" کے موضوع پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ بلوچستان اور کراچی یونیورسٹی میں بحیثیت پروفیسر خدمات انجام دیں۔ "ذکرِ غالب"۔ "ذکرِ عبدالحق"۔ "مقالاتِ جوش" اور شعری مجموعہ "نمود" تصانیف

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

بڑی عجیب فضا بزمِ لامکاں کی تھی
کہ فصلِ ساجد و مسجُود دو کماں کی تھی

چراغِ عرشِ بریں فرش پر ہُوا ضو بار
ملی زمیں کو وہ رفعت جو آسماں کی تھی

سماتے رنگِ جہاں کیا کہ چشمِ دل میں مری
شبیہ روضۂ سرکارِ دو جہاں (ﷺ) کی تھی

درِ رسول (ﷺ) پہ پہنچے تو یہ ہُوا محسُوس
فضول کی تھی اگر خواہشِ جناں کی تھی

کھِل اُٹھے پھُول درود و سلام کے عابدؔ
شروع میں نے ابھی اُنؐ کی داستاں کی تھی

ابرار عابدؔ

سیّد ابرار حسین زیدی نام اور عابدؔ تخلّص ہے۔ ۱۹۴۳ء میں پیدا ہُوئے۔ ملازمت کرتے ہیں اور فارغ اوقات میں شاعری سے شغف ہے۔ "صلۂ شوق" شعری مجموعۂ کلام شائع ہو چکا ہے۔ نعت، سلام اور مرثیہ بھی کہتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

میں تو ہُوں کراچی میں، دل مرا مدینے میں
کاش میری سُن لیں وہ التجا مدینے میں

آئے مصطفیٰ (ﷺ) آئے، پیارے مصطفیٰؐ آئے
گُونجتی ہے ہر جانب یہ صدا مدینے میں

یہ خبر فرشتوں کو دے رہے تھے جبرائیلؑ
آ گئے ہیں مکّے سے مصطفیٰ (ﷺ) مدینے میں

ہر جہان میں جس کا دوستو اجالا ہے
جل رہا ہے مدت سے وہ دِیا مدینے میں

اب مرے تصوّر میں آ گئے مرے آقا (ﷺ)
کیا پہنچ گئی میری یہ دعا مدینے میں

سخاوت علی جوہرؔ

سیّد سخاوت علی ہاشمی نام اور جوہرؔ تخلُّص ہے۔ ۱۷ جولائی ۱۹۴۵ کو ریاست جودھپور میں سیّد امیر علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شعیب محمّدیہ سیکنڈری سکول جیکب لائنز کراچی سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد کمپونڈر بن گئے۔ ڈسپنسر اور اسسٹنٹ کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ پھر پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی میں ملازم ہو گئے۔ "بہارِ غزل"۔ "گہوارۂ غزل" اور "تجلّیٔ اَنوار" شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

کچھ دھوپ ہے، کچھ حبس کا صحرا مرے آقا (ﷺ)
ایسے میں ہوا کا کوئی جھونکا! مرے آقا (ﷺ)

مَیں تیری محبّت سے سر افراز ہوں، مُجھ کو
بے رہبریٔ دنیا کا گلہ کیا مرے آقا (ﷺ)

میں بندۂ رُوپوشِ ندامت تہِ گردوں
تُو حرفِ جلی میری دعا کا مرے آقا (ﷺ)

اب راس دلِ آوارہ کی شوریدہ سری سے
بس ایک صدا آتی ہے آقا! مرے آقا (ﷺ)

تو اوّلیں تحریر سرِ صفحۂ عالم
تو آخری پیغام خدا کا مرے آقا (ﷺ)

سلیم کوثرؔ

محمد سلیم نام اور کوثرؔ تخلّص ہے۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ کو پیدا ہوئے۔ شعر و سُخن اور ملازمت ساتھ ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ شاعری میں اپنی راہیں تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ دو شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں جس میں "خالی ہاتھوں میں ارض و سما" کو بہت پذیرائی ہوئی اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

جو عطا کیا تھا صہیبؓ کو، مرے عشق کو وہ کمال دے
کبھی ذکرِ جوشِ جنوں چھڑے تو زمانہ میری مثال دے

ہے مری نوا مرا مسئلہ مرے فکر و فن کو اجال دے
مجھے آگہی کا سُرور دے مجھے کیفِ رُوحِ بلالؓ دے

میرا حرف حرف عطا تری، ترا تذکرہ مری شاعری
مری شاعری مری بندگی، مری بندگی کو کمال دے

یہ ترے فقیرِ گدائے در تری نسبتوں سے ہیں معتبر
انھیں مستِ کیف و نگاہ کر، انھیں شانِ ترکِ سوال دے

یہ مجال میری کہاں کہ مَیں ترے قُرب کی کرُوں آرزو
یہ کرم بہت بخُدا کہ تُو مجھے نقشِ پا کا وصال دے

سعیدؔ وارثی

محمد سعید خان شعر و ادب کی محفلوں میں سعیدؔ وارثی کے نام سے متعارف ہیں۔ ۲۴ جنوری ۱۹۴۶ کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ والدِ ماجد ستّار شاہ وارثی اردو نعت گوئی میں ایک مقام رکھتے ہیں۔ سلسلۂ وارثیہ کے اِس چشم و چراغ کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی جو فکری صلاحیتوں کو آگے بڑھانے میں ممد ثابت ہوئی۔ انھوں نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد پیشے میں بھی سُنّتِ رسول (ﷺ) کا انتخاب کیا۔ یعنی ایم اے اردو، ایم اے پولٹیکل سائنس، ایل ایل بی اور ڈی ایل ایس کے بعد تجارت کے پیشے کو اپنایا۔ غزلوں کا مجموعہ "خواب خواب چہرہ"۔ نظموں کا مجموعہ "ناگُفتہ"۔ مضامین کا مجموعہ "آوازیں" اور نعتوں کا مجموعہ "ورثہ" شائع ہو چکے ہیں۔ ("ورثہ" میں ایک حمد اور ۵۱ نعتیں ہیں)

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

ہستیٔ خیرِ عالمیں (ﷺ) کے لیے ---- سوچتا ہوں اور اپنے جذبے کو ---- جب بھی حرفِ ثنا میں لاتا ہوں ---- عشق کی لَو نوا میں لاتا ہوں ---- ایسا لگتا ہے قلب سے لب تک ---- روشنی کی لکیر کھنچتی ہے۔

روشنی اُن (ﷺ) کا استعارہ ہے ---- اور مفہومِ نور ان (ﷺ) کی صفات ---- روشنی، حق، سلامتی، نیکی ---- روشنی علم، عدل اور اخلاص ---- روشنی خُلق، روشنی، ایثار ---- حُسنِ گُفتار و عظمتِ کردار ---- روشنی مظہرِ مَحبّت بھی ---- روشنی خیرِ کُل، حقیقتِ کُل۔

سوچتا ہوں کہ جب اجل آئے ---- ہو مرے دل میں صرف اُن (ﷺ) کی یاد ---- لب پہ آئے تو اُن (ﷺ) کا نام آئے ---- یہی سرمایۂ فقیر رہے ---- دل سے لب تک کھنچی ہوئی اس پر ---- روشنی کی یہی لکیر رہے۔

حسن اکبر کمالؔ

حسن اکبر کمالؔ ۲۴ فروری ۱۹۴۶ کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ حسن اکبر نام اور کمالؔ تخلّص ہے۔ سادات گھرانے کے چشم و چَراغ ہیں۔ بچپن ہی میں خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ ابتداءً "سکّھر میں رہائش پذیر ہوئے" آج کل کراچی میں سکونت ہے۔ شعبۂ تدریس سے منسلک ہیں۔ نثر اور نظم دونوں میں لکھتے ہیں۔ کتابیں "سخن"۔ "رُستم" اور "آدم خوروں کا جزیرہ" شائع ہو چکی ہیں۔

صلّی اللّٰہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

قبر میں سینے پہ ہو نامِ نبی (ﷺ) کا کاغذ
کیوں نہ ہو پھر مری بخشش کا سہارا کاغذ

مُشک و عنبر سے معطّر ہو جو کاغذ اے دوست
نعت لکھنے کے لیے دے مجھے ایسا کاغذ

ابرِ رحمت کا اگر ایک ہی چھینٹا پڑ جائے
دُھل کے ہو صاف مری فردِ گُنہ کا کاغذ

ہو رقم اسمِ گرامی شہِ دیں (ﷺ) کا جس پر
لائِقِ عزّت و تکریم ہے ایسا کاغذ

کُشتۂ رنج و مصیبت ہے تو سر پر رکھ لے
نقشِ نعلینِ شہِ جنّ و بشر (ﷺ) کا کاغذ

حافِظ عبدُ الغفّار حافظ

حافظ عبد الغفار، حافؔظ ہی تخلّص کرتے ہیں۔ ۵ ستمبر ۱۹۴۸ کو کھنڈرہ صُوبہ مدھیا پردیش (بھارت) میں پیدا ہُوئے۔ یوں ان کی مادری زبان مارواڑی ہے۔ ۱۹۵۵ میں مدھیا پردیش سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور کراچی کو مستقل مسکن بنایا۔ ۱۹۷۰ میں کراچی یونیورسٹی سے بی کام کیا۔ پیشہ تجارت ہے۔ غاؔفل اکبر آبادی سے شرفِ تلمّذ اور مولانا احمد سعید کاظمیؒ سے شرفِ بیعت ہے۔ "ارمغانِ حافظ"۔ "قصیدۂ رسولِ تہامی (ﷺ)" اور "نگارِ عقیدت" نعتیہ مجمُوعہ ہائے کلام ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدح کیا ہو اُس عظیمُ المرتبت انسان (ﷺ) کی
جو سراپا نُور ہے، تفسیر ہے قرآن کی

ذکرِ محبوبِ خدا (ﷺ) ہے باعثِ کیف و سُرور
یادِ ختمُ المرسلین (ﷺ) ہے تازگی ایمان کی

میزباں خُود ہو خُدا جس کا سرِ عرشِ بریں
کیا بیاں توقیر ہو سکتی ہے اُس مہمان (ﷺ) کی

ہر قدم اُس کے لیے اک مسئلہ بن جائے گا
پیروی جس نے نہ کی سرکار (ﷺ) کے فرمان کی

یوں سمجھ لو، مغفرت کا اُس نے ساماں کر لیا
جس نے عشقِ مصطفیٰ (ﷺ) میں زندگی قُربان کی

آ گیا شہرِ مدینہ کیا تصوّر میں قمر
ہو گئی معراج اپنی فکر کے رُجحان کی

قمر وارثی

ارشاد حسین قمر ۵ جنوری ۱۹۵۰ کو فرخ آباد (بھارت) میں پیدا ہُوئے۔ ۱۹۵۲ میں والدین کے ہمراہ پاکستان آ گئے۔ ان کے والد بسلسلۂ ملازمت سکھّر میں مقیم تھے لہٰذا قمر نے ۱۹۶۶ میں فاران ہائی سکول سکھر سے میٹرک کیا۔ پھر کراچی آ گئے جہاں ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ نعت میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں۔ "شمس الضحیٰ" نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔ دبستانِ وارثیہ سے وابستہ ہیں جو ایک علمی و ادبی تنظیم ہے۔ ("شمس الضحیٰ" میں ایک حمد اور ۶۳ نعتیں ہیں)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مجھ کو دنیا کی دولت، نہ زر چاہیے
شاہِ کوثر (ﷺ) کی میٹھی نظر چاہیے

ہاتھ اُٹھتے ہی بر آئے ہر مُدّعا
وہ دعاؤں میں میری اثر چاہیے

عاشقانِ نبی (ﷺ) کے ہے دل کی صدا
سبز گُنبد کے سائے میں گھر چاہیے

رات دن عشق میں تیرے تڑپا کروں
یا نبی (ﷺ) ایسا سوزِ جگر چاہیے

اپنے عطّار پر ہو کرم بار بار
اِذنِ طیبہ کا بارِ دگر چاہیے

عطّار قادری

محمد الیاس نام، عطّار تخلّص اور قادری سلسلے سے نسبت ہے۔ ۱۲ جولائی ۱۹۵۰ کو شہر کراچی میں جنم لیا۔ خاندان والے سقوطِ جوناگڑھ کے بعد وہاں سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ ان کا گھریلو طرزِ معاشرت اسلامی تھا جس کے اثرات شخصیت پر مُرتّب ہوئے اور شاعری میں سے صاف جھلکتے ہیں۔ مشہور دینی تنظیم "دعوتِ اسلامی" کے بانی ہیں۔ ان کے کئی نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں "سحابِ مدینہ"۔ "آرزوئے شمع"۔ "مثنوی عطّار"۔ "مغیلانِ مدینہ"۔ "مدینے کا حرم"۔ "ببولِ مدینہ" اور "سفینۂ مدینہ" شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

وہی صدیوں سے تغیّر کا سفر ہے کہ جو تھا
وہی آپ (ﷺ) اور وہی آپؐ کا در ہے کہ جو تھا

پھر کوئی آیا ہے مل کر شہِ ہمدرداں (ﷺ) سے
پھر وہی سلسلۂ خیر و خبر ہے کہ جو تھا

پھر وہی خلقتِ انصاف طلب ہے کہ جو تھی
پھر وہی آستاں انصاف کا گھر ہے کہ جو تھا

جز خدا اور کسی پر نہیں اُٹھتیں نظریں
آپ (ﷺ) کا حکم مرے پیشِ نظر ہے کہ جو تھا

پھر وہی ذکر، وہی خلوتِ جاں ہے عاصمؔ
پھر وہی یاد، وُہی دیدۂ تر ہے کہ جو تھا

لیاقت علی عاصمؔ

لیاقت علی نام، حج بیتُ اللہ سے مشرّف ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار حاجی کا سابقہ بھی لگا دیتے ہیں اور عاصمؔ تخلّص ہے۔ ۱۴ اگست ۱۹۵۱ کو منوڑا (کراچی) میں پیدا ہُوئے۔ کراچی میں تعلیم مکمل کی اور ملازمت کرنے لگے۔ کافی عرصے سے شعر کہہ رہے ہیں۔ "سبدِ گل" اور "آنگن میں سمندر" شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

نظر سے دُور سہی، پر وہ دل سے دور نہیں
بتاؤ کون سے دل میں مرے حضُور (ﷺ) نہیں

سرُور و کیف کی دنیا ہے وادیٔ بطحا
وہ کون ہے جو یہاں بے خودی سے چُور نہیں

بغیر اس کے ہیں ساری عباداتیں بیکار
وہ بے شعور ہے جو عاشقِ حضُور (ﷺ) نہیں

غرُور ہے تو فَقط نسبتِ رسول (ﷺ) پہ ہے
سوائے اس کے کسی بات پر غرُور نہیں

کلامِ حق میں، نمازوں میں اور اذانوں میں
کہاں کہاں پہ نمایاں مرے حضُور (ﷺ) نہیں

محمد یامینؔ وارثی

محمد یامینؔ وارثی کراچی کے ایک نوجوان، اُبھرتے ہوئے اور باہمّت شاعر ہیں۔ انھوں نے اپنے شب و روز فروغِ نعت کے لیے وقف کر رکھے ہیں۔ نعتیہ محافل اور محافلِ سماع میں کثرت سے شرکت نے انھیں نعت گوئی کی جانب مائل کیا۔ اپنے والد کے نام سے ایک اکادمی "حضرت حیدر شاہ وارثی اکادمی" اور ایک پبلی کیشن ادارہ "محمد ابراہیم پبلیکیشنز پاکستان" قائم کیے ہوئے ہیں۔ جن کے تحت کئی نعتیہ انتخاب شائع کر چکے ہیں۔ "منبعِ انوار" نعتیہ شاعری کا مجموعہ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب بھی نیّرؔ میں ثنائے رُوئے پیغمبر (ﷺ) لکھوں
آرزو یہ ہے کہ اُن کے روبرو جا کے لکھوں

چاہتا ہوں زندگی بھر اے دلِ مضطر لکھوں
مدحتِ ختمِ رُسُل (ﷺ) کے سیکڑوں دفتر لکھوں

یہ صلاحیّت عطا کر مجھ کو اے میرے خدا
لَوح کے سادہ وَرَق پر مدحتِ سرور (ﷺ) لکھوں

غیر ممکن ہے، بیاں ہوں مجھ سے اوصافِ رسول (ﷺ)
زندگی بھر بھی اگر میں نعتِ پیغمبر (ﷺ) لکھوں

اتنا ہو ملحوظ نیّرؔ احترامِ مُصطفیٰ (ﷺ)
جب بھی لکھوّں خونِ دل سے نعتِ پیغمبر (ﷺ) لکھوں

نیّرؔ اسعدی

آغا نیّرؔ علی نام اور نیّرؔ ہی تخلّص کرتے ہیں۔ اسعدؔ شاہجہانپوری کے شاگردِ رشید درّدؔ اسعدی کے تلمیذ ہونے کی نسبت سے نام کے ساتھ اسعدی لکھتے ہیں۔

آغا نیّرؔ علی ۱۵ جون ۱۹۵۴ کو پیر الٰہی بخش کالونی، کراچی میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آٹو اینڈ ڈیزل ٹیکنالوجی میں ڈپلومہ حاصل کیا اور ملازمت کرنے لگے۔ ایک اُبھرتے ہوئے قادر الکلام نعت گو کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ "نعت ہی نعت" نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ (ﷺ) کی یاد زندگی میری
آپ (ﷺ) کا ذکر شاعری میری

یاد کر کے درود پڑھ لینا
ایک عادت سی ہو گئی میری

اُن (ﷺ) کا فیضان ہے بصیرت بھی
اُن سے وابستہ آگہی میری

چھانتا ہوں مدینے کی گلیاں
جانے کیا چیز کھو گئی میری

عشقِ احمد (ﷺ) کی بات کیا جامیؔ
عشقِ احمد (ﷺ) ہے زندگی میری

سیّد معراج جامیؔ

برِّصغیر کے ادبی حلقوں اور خصوصاً" کراچی کی ادبی فضا کے ایک فعّال، معروف اور مقبول شخص، سیّد معراج جامیؔ کا اصل نام معراج مُصطفیٰ ہاشمی ہے۔ ۳ مارچ ۱۹۵۵ کو دلوو (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ ادب، صحافت، شاعری اور ملازمت سب کو برابر وقت دے رہے ہیں۔ شعری مجموعہ "روزنِ خیال" شائع ہو چکا ہے۔ جریدہ "سفیرِ ادب" کے مدیر ہیں اور "دبستانِ کراچی" پر کام کر رہے ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

جب نظر کے سامنے روضہ کا منظر آئے گا
خُود بخُود میری زباں پر ذکرِ سرور (ﷺ) آئے گا

دیکھنا ہے سایۂ احمد (ﷺ) تو دیکھو عرش پر
آسماں کا سایہ آخر کیوں زمیں پر آئے گا

مُجھ کو نسبت ہے محمد (ﷺ) سے، نہیں دنیا کا خوف
مُجھ سے ٹکرائی تو گردش کو بھی چکّر آئے گا

جو محمد (ﷺ) کے نہیں، نظریں جھکا کر جائیں گے
مدح خوانِ مصطفیٰ (ﷺ) تو سر اٹھا کر آئے گا

آنکھ میں بھر لوں گا مَیں تو شربتِ دیدار کو
جام بھرنے جب مرا ساقیٔ کوثر (ﷺ) آئے گا

عارِف شفیق

محمد عارِف شفیق اُس نسل سے تعلق رکھتا ہے جس نے پاکستان بننے کے بعد کراچی میں آنکھ کھولی اور ایک آزاد ملک میں پہلا سانس لیا۔ والد شفیق بریلوی بھی میدان قلم کے شاہسوار تھے جو ۱۹۴۷ میں بھارت کے شہر بریلی سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔

عارِف شفیق کافی عرصہ سے شعر کہہ رہے ہیں۔ "مَیں ہواؤں کے رُخ بدل دوں گا" اور "میرا شہر جل رہا ہے" کے علاوہ بھی کئی کتابیں تحریر و تالیف کر چکے ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

مقامِ شکر، محبّت تری، کمال ترا
خدا کرے مرے دل میں رہے خیال ترا

تصوّرات کا عالم عجیب ہوتا ہے
سما رہا ہے نظر میں مری جمال ترا

وہ بارگاہِ رسالت مقامِ عزّ و شرف
ہماری چشمِ تصوّر میں ہے جلال ترا

تری جناب میں عرضِ نیاز لائی ہوں
گناہگار لبوں نے کیا سوال ترا

نہ جانے کس لیے ایمان ڈگمگاتے ہیں
ہمارے سامنے کردار ہے مثال ترا

وضاحت نسیم

وضاحت نسیم ۱۷ جون ۱۹۵۶ کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ یہیں پلیں بڑھیں اور تعلیم و تربیت حاصل کی اور پھر بینکنگ کے شعبے سے منسلک ہو گئیں۔ اردو زبان میں شعر کہتی ہیں۔ شعری مجموعہ "خواب دریچے" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

صلّی اللہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

بخشتے ہیں دل کو طیبہ کے مناظر رنگ و نور
ہیں گلستانِ محمد (ﷺ) کے عناصر رنگ و نور

حاضری جب ہو تری اُس شہرِ پُر تاثیر میں
چشم و دل سے دیکھنا طیبہ کے زائر رنگ و نور

قصد کر، شہرِ مدینہ کی طرف پرواز کر
تیری آنکھوں میں اُتر آئیں گے طائر رنگ و نور

نعتِ سرور (ﷺ) میں جو برتے جائیں اذنِ خاص سے
ایسے لفظوں سے یقیناً ہوں گے ظاہر رنگ و نور

قصد جب نعتِ نبی (ﷺ) کہنے کا مَیں نے کر لیا
اپنے اندر یوں لگا مجھ کو، ہیں طاؔہر رنگ و نور

طاؔہر سُلطانی

طاؔہر سلطانی کا نام طاہر حسین ہے۔ شاہ محمد سلطان میاں جی قُدّس سرّہ، کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں۔ ان کے والد ماسٹر رفیقؔ وارثی ایک صوفیانہ مزاج کی شخصیت تھے۔ طاؔہر سلطانی ۱۹۵۷ میں بھارت کے شہر اٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ کم سنی میں ہجرت کی اور کراچی میں سکونت پذیر ہوئے۔ ۱۹۵۷ میں روحانی ذوق و شوق کی تسکین کے لیے غوثیہ مدرسۂ نعت کی بنیاد رکھی۔ "مدینہ کی مہک"۔ "نعت میری زندگی"۔ "خزینۂ حمد" شائع ہو چکی ہے۔ حمد و نعت کا کتابی سلسلہ "جہانِ حمد" کے عنوان سے شروع کیا ہے۔ جس کا پہلا شمارہ شائع ہو گیا ہے۔

صلّی اللہ علیہٖ و آلہٖ وسلّم

خواب روشن ہو گئے، مہکا بصیرت کا گلاب
جب کِھلا شاخِ نظر پہ اُن (ﷺ) کی رویت کا گلاب

گفتگو خوشبو کے لہجے میں سکھائی آپ (ﷺ) نے
خارِ نفرت چُن لیے، دے کر محبّت کا گلاب

خُلق کی خوشبو تمام ادوار میں رچ بس گئی
باغِ ہستی میں کِھلا یوں اُن کی شفقت کا گلاب

زیست کے تپتے ہوئے صحرا میں ہے وجہِ سکُوں
اُن کی یاد، اُن کی تمنا، اُن کی سیرت کا گلاب

صندلیں آب و ہَوا کیسے نہ ہو اس شہر کی
خاکِ طیبہ کا ہر اک ذرّہ ہے جنّت کا گلاب

نعت لکھتا ہوں صبیحؔ اُن (ﷺ) کی عطا کے سائے میں
ہے بیاضِ نعت کا ہر شعر رحمت کا گلاب

صبیحؔ رحمانی

سیّد صبیح الدین ولد سیّد اسحاق ۲۷ جون ۱۹۶۵ کو فردوس کالونی کراچی میں پیدا ہوئے۔ جامعہ کراچی سے بی اے آنرز (سیاسیات) کیا اور محکمہ ٹیلیفون اینڈ ٹیلی گراف پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔ یہ جتنے اچھے نعت گو ہیں 'اتنے ہی خوبصورت نعت خوان بھی ہیں۔ پہلے مولانا نیّرؔ مدنی مرحوم سے اصلاح لیتے رہے۔ اور پھر حافظ محمد مستقیم سے مشورۂ سخن کیا۔ فروغِ نعت کے لیے "گلبہار نعت کونسل" بنائی۔ "نعت رنگ" ایک کتابی سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ جس کے ۵ شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ "ماہِ طیبہ"۔ "جادۂ رحمت" اور "خوابوں کی سنہری جالی ہے" نعتیہ مجموعہ ہائے کلام ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

یہ روز و شب کی مسافتیں ہیں جو زندگی کی
کہیں تو ران میں بھی ساعتیں ہوں گی حاضری کی

ہر ایک موسم کی نکہتیں بانٹتا رہے گا
وہ سبز گنبد کہ جس نے عالم میں روشنی کی

بس اُن (ﷺ) کی چشمِ کرم کا اک آسرا بہت ہے
وہی تو رُوداد سن رہے ہیں ہر اُمّتی کی

اُنھی سے قائم ہے آدمیت کی شانِ عظمت
مثال دیتی رہے گی دُنیا مرے نبی (ﷺ) کی

ہزار سورج بھی وہ اُجالا نہ کر سکیں گے
مہِ عرب (ﷺ) کی تجلّیوں نے جو روشنی کی

حضور (ﷺ)! بابِ کرم کھُلے اب تو حاضری کا
دُعاؤں میں سب سے پہلے ہم نے دُعا یہی کی

رئیس احمد

رئیس احمد نام کے اس وقت ۳ شعرا اردو ادب کی خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن سب سے نوجوان اور نعت گوئی کے حوالے سے معروف شاعر رئیس احمد ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ کو پیدا ہوئے۔ کم عمری ہی میں شعر کہنا شروع کر دیا۔ کراچی کی نعتیہ محافل نے نعت کی طرف راغب کیا۔ نعت کہنے کے ساتھ ساتھ نعتیں جمع کرنے شوق بھی رکھتے ہیں اور اسی شوق کے تحت "حریم نعت" مرتّب کر چکے ہیں۔

ماخذات

۱۔ صَلِّ عَلیٰ مُحمّدؐ۔ میر واصف علی۔ کراچی۔ ۱۹۸۱

۲۔ لوحِ محفوظ۔ سیماب اکبر آبادی۔ کراچی۔ ۱۹۸۳

۳۔ انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا۔ ۳۔ کراچی۔ مارچ ۱۹۸۹

۴۔ مجموعۂ نعت (حصّہ اوّل) انیس احمد نُوری۔ سکھر۔ س۔ ن

۵۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ڈاکٹر سیّد رفیع الدین اشفاق۔ کراچی۔ ۱۹۷۶

۶۔ کُلّیاتِ رزمی۔ پروفیسر رزمی صدّیقی۔ راولپنڈی۔ ۱۹۹۱

۷۔ انتخابِ نعت (حصّہ اوّل) عبد الغفور قمر۔ اسلام آباد۔ ۱۹۹۶

۸۔ اوجِ قمر۔ قمر جلالوی۔ کراچی۔ بارِ دُوم۔ ۱۹۷۷

۹۔ رشکِ قمر۔ قمر جلالوی۔ کراچی۔ س۔ ن

۱۰۔ پاکستان کے نعت گو شعرا (جلد اول) سیّد محمد قاسم۔ کراچی۔ ۱۹۹۳

۱۱۔ ضیائے بدر۔ سید بدر عالم بدر۔ اسلام آباد۔ ۱۹۸۶

۱۲۔ محرابِ عقیدت۔ پروفیسر ڈاکٹر نعیم تقوی۔ کراچی۔ ۱۹۹۱

۱۳۔ ملجا و ماوئی۔ مسرور کیفی۔ کراچی۔ ۱۹۸۰

۱۴۔ ایوانِ نعت۔ صبیح رحمانی۔ کراچی۔ ۱۹۹۳

۱۵۔ خوابوں کی سنہری جالی ہے۔ صبیح رحمانی۔ کراچی۔ ۱۹۹۷

۱۶۔ پاکستانی اہلِ قلم کی ڈائریکٹری۔ اکادمی ادبیات۔ اسلام آباد۔ ۱۹۹۴

۱۷۔ جزیرہ۔ شبنم رومانی۔ کراچی۔ ۱۹۷۹

۱۸۔ تشنگی کا سفر۔ حمایت علی شاعر۔ کراچی۔ ۱۹۸۱

۱۹- ماجرا- محسن بھوپالی- کراچی- بارِ دُوم- ۱۹۸۷

۲۰- تجلیٔ انوار- سخاوت علی جوہر- کراچی- ۱۹۹۳

۲۱- داستانِ علم و عمل- سعید راشد

۲۲- میں ہواؤں کا رخ بدل دوں گا- عارف شفیق- کراچی- س-ن

۲۳- میرا شہر جل رہا ہے- عارف شفیق- کراچی- ۱۹۹۷

۲۴- تاجدارِ مدینہ (ﷺ)- جاوید انجم- کراچی- ۱۹۹۷

۲۵- بہارِ مدینہ- جاوید انجم- کراچی- س-ن

۲۶- قُربتِ مصطفیٰ (ﷺ)- یامین وارثی- کراچی- ۱۹۹۴

۲۷- اُلفتِ مصطفیٰ (ﷺ)- یامین وارثی- کراچی- ۱۹۹۴

۲۸- نعتِ شاہِ کونین (ﷺ)- ایس ایم صدیقی- کراچی- س-ن

۲۹- دستِ زرفشاں- صبا اکبر آبادی- کراچی- ۱۹۸۵

۳۰- خاکسترِ پروانہ- جلیل قدوائی- کراچی- ۱۹۸۸

۳۱- بہارِ نعت- حفیظ تائب- لاہور- ۱۹۹۰

۳۲- اردو ادب اور عساکرِ پاکستان (جلد اول- حصّہ دوم) شاکر کنڈان- غیر مطبوعہ

۳۳- نعت رنگ- شمارہ ۱- کراچی- اپریل ۱۹۹۵

۳۴- نعت رنگ- شمارہ ۲- کراچی- جنوری ۱۹۹۶

۳۵- نعت رنگ- شمارہ ۳- کراچی- ستمبر ۱۹۹۶

۳۶- نعت رنگ- شمارہ ۴- کراچی- مئی ۱۹۹۷

۳۷- نعت رنگ- شمارہ ۵- کراچی- فروری ۱۹۹۸

۳۸- ماہنامہ "صریر" کراچی سالنامہ ۱۹۹۸

۳۹- ماہنامہ "ماہِ نو" لاہور- دسمبر ۱۹۹۷

۴۱- ماہنامہ سخنور کراچی- ستمبر ۱۹۹۸

۴۲- ماہنامہ دوشیزہ کراچی- اکتوبر ۱۹۸۵

۴۳- ماہنامہ رابطہ انٹرنیشنل- جولائی ۱۹۹۶

۴۴- ہفت روزہ اخبارِ جہاں کراچی- ۱۶/۲۲ فروری- ۱۹۹۸

۴۵- روزنامہ جنگ کراچی- ۲۷ جولائی ۱۹۹۷

۴۶- روزنامہ جنگ کراچی- ۵ جولائی- ۱۹۹۸

۴۷- روزنامہ جنگ کراچی- ۷ جولائی ۱۹۹۸

۴۸- روزنامہ جنگ کراچی- ۲۳ جولائی ۱۹۹۸

۴۹- روزنامہ جنگ کراچی- ۲۳ اگست ۱۹۹۸

۵۰- روزنامہ جنت کراچی- ۳۰ اگست- ۱۹۹۸

۵۱- روزنامہ جنگ کراچی- ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸

۵۲- ملاقات نعیم حامد علی (تبوک- سعودی عرب) ۱۹۸۱

۵۳- ملاقات شکیل ساقی (چھور- عمرکوٹ) جولائی ۱۹۹۸

۵۴- مکتوب حنیف اسعدی (کراچی) بنام راقم ۱۹۹۴

۵۵- مکتوب خلیل آزاد (کراچی) بنام راقم (پدھاڑ- آزاد کشمیر) ۱۹۹۷

توہینِ رسالت پر ڈھٹائی

بشیر حسین ناظم اور اقبال احمد فاروقی اب تک توہینِ رسالت کی جسارت پر نادِم و تائب نہیں ہوئے۔ جو لوگ "بوجوہ" ان کے مؤیّد و حامی ہیں اور اِس جسارت کی نشاندہی کرنے والوں پر ناراض ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عاقبت ناظم و فاروقی جیسی کرے۔ لیکن توہینِ رسالت کے مرتکبین کو نفرت و حقارت سے دیکھنے والے اِس حقیقت کو نہ بھُولیں کہ ڈھٹائی اور بدبختی برقرار ہے۔

فروری ۱۹۹۹ حقیر فارُوقی کی نعت

مارچ ۱۹۹۹ نعتیہ تبرّکات

عنقریب

تحفُّظِ ناموسِ رسالت (اشاعتِ خصوصی)

التماسِ دُعا

میری صلاحیّتیں والدین کے حُسنِ تربیت کے باعث نعت کی خدمت کے لیے مختص ہُوئی ہیں اور ماہنامہ "نعت" لاہور کا اجرا میرے والدِ گرامی راجا غلام محمدؒ (م ۱۶ مئی ۱۹۸۸۔ پیر) اور میری والدۂ محترمہ نُور فاطمہؒ (م ۱۹۔ اگست ۱۹۹۰۔ اتوار) کی اشیرباد سے ہُوا۔ اس لیے اگر آپ کو ماہنامہ "نعت" کے مندرجات میں سے کوئی چیز پسند آجائے تو اُن کی بلندی درجات کے لیے دعا کریں۔ شکریہ

ایڈیٹر

احترامِ قرآن و حدیث

قرآنِ کریم کی مُقدّس آیات اور احادیثِ نبوی (ﷺ) آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ ماہنامہ "نعت" لاہور کا ہر صفحہ حضور رحمتِ ہر عالم ﷺ کے ذکرِ پاک سے مُزیّن ہوتا ہے۔ لہٰذا ماہنامہ "نعت" کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حُرمتی سے محفوظ رکھیں۔

جنوری ۱۹۸۸ سے
باقاعدہ اشاعت
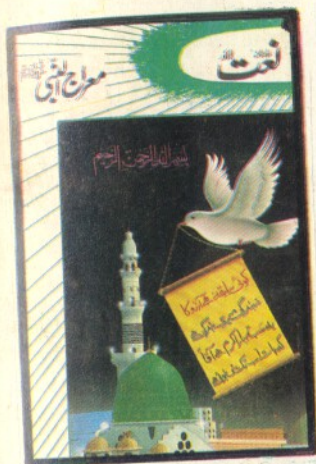
ہر شمارہ ۱۱۲ صفحات

سال میں تین خصوصی اشاعتیں
(چار چار سو صفحات سے زائد)

ہر ماہ چار رنگا
خوبصورت سرورق

خوبصورت کتابت
اور کمپوزنگ
معیاری طباعت
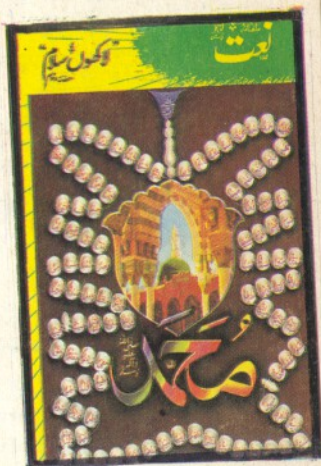
اب تک
۱۱۹۵۲ صفحات
چھپ چکے ہیں

فی شمارہ: ۱۵ روپے
اشاعت خصوصی: ۶۰ روپے
زرِ سالانہ: ۲۰۰ روپے

اظہر منزل

نیو شالامار کالونی
ملتان روڈ لاہور